بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم — وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہ بِبَدْرٍ وَّ اَنتُم اذِلَّۃ

جلد 47 — شمارہ 9

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

28 شوال 1418 ہجری 26 تبلیغ 1377 ہش 26 فروری 98ء

صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا ایک مقبول عمل ہے

ارشاد باری تعالیٰ

☆-أقم الصلوة لدُلوک الشمس الی غسق اللیل و قران الفجر ان قران الفجر کان مشهودا۔(بنی اسرائیل آیت ۷۹)

ترجمہ :- تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور میں ایک) مقبول عمل ہے۔

☆-وننزل من القران ماهو شفاء ورحمة للمومنين ولا يزيد الظلمين الا خسارا۔(بنی اسرائیل آیت ۸۳)

ترجمہ : اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ (تعلیم) اتار رہے ہیں جو مومنوں کیلئے (تو) شفا اور رحمت (کا موجب) ہے اور ظالموں کو صرف خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆-عن ابی امامة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اقرؤا القران فانه یاتی یوم القیمة شفیعا لاصحابه۔(مسلم)

ترجمہ :- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرنے والا ہوگا۔

☆-عن عثمان ابن عفان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیرکم من تعلم القران وعلمه۔

ترجمہ :- حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود بھی قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"جو شخص قرآن مجید کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔" (کشتی نوح)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی ..... پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغے کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔" (کشتی نوح)

رمضان المبارک کی وجہ سے

جلسہ سالانہ قادیان اب ۵۔۶۔۷ دسمبر ۹۸ کی تاریخوں میں ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۵۔۶۔۷ / دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار۔ فتح ۷۷ ۱۳ ہش کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔ اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دار الامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

اخبار احمدیہ

لندن ۲۳/ فروری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حامی و ناصر ہو اور معجزانہ تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

میں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے!

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے.... اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوندِ قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اُسی کیلئے مجھے پیدا کیا ہے، ہرگز ممکن نہیں کہ مَیں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حیّ و قیوّم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کیلئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذّبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کیلئے بھی ایک موسم ہوتا ہے اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔" (اربعین ۳ صفحہ ۵۱، ۵۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان اداریہ 26 فروری 1998

پاکستان کے بعد

اب ھندوستان میں بھی دیوبندی فرقہ پرستی کا زہر

(۲)

جمیعۃ العلماء ھند اور دیوبندی جماعت کی طرف سے ھندوستان میں جو فرقہ پرستی کا زہر پھیلایا جارہا ہے اور اس کیلئے جو اشتعال انگیز لٹریچر شائع کیا گیا ہے ہم گزشتہ گفتگو میں عرض کر چکے ہیں کہ یہ طریق کار بالکل پاکستانی طرز عمل سے ملتا جلتا ہے پاکستان میں جمیعۃ العلماء، جماعتِ اسلامی اور احراری پارٹیوں نے اپنی کھوئی ہوئی سیاسی ساکھ کو بحال کرنے کیلئے ۱۹۵۳ء میں اینٹی احمدیہ ایشوع کا سہارا لیا تھا اور آج ھندوستان میں بھی ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر بتانے کیلئے یہ لوگ "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر نہ صرف بیرونی ممالک سے چندے اکٹھے کر رہے ہیں بلکہ غریب ھندوستانی مسلمانوں کو بھی لوٹ کر کھا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ سے ان کی مخالفت صرف اور صرف اپنی ریاست و سرداری کو قائم رکھنے کیلئے ہی ہے ورنہ اس مخالفت میں کوئی بھی رُوحانی و دینی فائدہ وابستہ نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں علماء کی طرف سے کی جانے والی مخالفت اور اس کی وجہ کا ذکر کرتے ہوئے الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں :-

"واذا خرج هذاالامام المهدی فلیس لهٗ عدو مبین الا الفقهاء خاصة فانه لایبقی لهم ریاسة ولاتمییز عن العامة۔" (فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۷۴-۳)

کہ جب امام مہدی آئیں گے تو اس زمانے کے فقہا و علماء ان کے پکے دشمن بن جائیں گے کیونکہ ان کی سرداری اور تمیز ختم ہو جائے گی۔

پس موجودہ دَور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی یہی دلیل ہے کہ آپ کے مخالف "علماء" ہیں جو صرف اور صرف اپنی ڈوبتی ہوئی سرداریوں کو بچانے کیلئے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں ورنہ ان کی مخالفتوں میں ہرگز کوئی روحانی اور دینی پہلو نہیں ہے۔ یہ ملاں خود اپنی زبانوں سے اپنی دنیاداری کی ان مخالفتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں پاکستان میں ۱۹۵۳ء اینٹی احمدیہ ایشوع اُٹھانے والے فسادی مولویوں نے اس کا صاف لفظوں میں اقرار کیا چنانچہ پاکستان کے مفتی جمیل خان نے اپنے ایک مضمون میں روزنامہ جنگ کراچی ۷ ر ستمبر ۱۹۹۶ء کے "امتناع قادیانیت" ایڈیشن میں شائع ہوا لکھا :-

"۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین (قادیانیوں کا تیسرا[1] پیشوا) نے اعلان کیا کہ ۵۲ء میں پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بنا دیا جائے گا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ نے دسمبر کی آخری رات ۱۲ بجے جب یکم جنوری ۵۳ء کا آغاز ہوا تھا اعلان کیا کہ مرزا بشیر الدین! جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں اسی طرح تیرا اعلان کہ ۵۲ء میں پاکستان قادیانی اسٹیٹ ہو گا غلط ثابت ہوا"۔

گویا مخالفت کا نکتہ مرکزی سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف یہ جھوٹا بیان منسوب کر کے شروع ہوا کہ گویا حضورؓ نے یہ فرمایا ہے کہ ۵۲ء میں پاکستان "قادیانی سٹیٹ" بن جائے گا۔

پھر بھٹو کے دَور حکومت میں ۱۹۷۴ء میں جب پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت شروع ہوئی تو اس کے پیچھے بھی ان مولویوں کی دنیا طلبی کی حرص کار فرما تھی چنانچہ اپنے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے مفتی محمد جمیل خان لکھتا ہے :-

"۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے ذہن میں دوبارہ پاکستانی حکومت پر قبضہ کرنے کا خواب اُبھرا کیونکہ اس وقت فضائیہ کا سربراہ قادیانی مقرر ہوا آرمی فوج میں جنرل ضیاء الحق کے علاوہ اٹھارہ قادیانی جرنیل تھے اسی دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ فضائیہ کے جہازوں نے قادیانیوں کے سالانہ جلسہ ربوہ کے موقع پر سلامی دی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا سختی سے نوٹس لیا"۔ (جنگ کراچی ۷ ر ستمبر ۱۹۹۶ء)

ریاست و سیاست کی ہوس سے بھرپور ان ملاؤں نے پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں نہایت زور شور سے احمدیوں کو کافر قرار دے کر ان کے قتل کے فتوے دیئے اور احمدیوں کے قتل کو جنّت کی ٹکٹ اور ان کے اموال کے لوٹنے کو ثواب دارین بتایا۔ لیکن اس دَور میں چونکہ انصاف پسندی آج کی نسبت زیادہ تھی حکومت نے اس فساد کو کچل دیا۔ اسی طرح پاکستانی عدالت نے بھی اُن دنوں عقل و انصاف کے صحیح راستوں پر قائم تھی چنانچہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۵۰ء کو سندھ ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا :-

"یہ ایک حقیقت ہے اور محمدی قانون کے عین مطابق ہے کہ کوئی عدالت کسی کے مذہبی عقیدہ کی پیمائش نہیں کر سکتی عدالت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ وہ سنی مسلمان ہے عدالت کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ اس آدمی کے ذہن میں کیا ہے"۔ (بحوالہ رسالہ فرق لاہور ۱۵-۲۲ جنوری ۹۶)

پھر جب ۱۹۵۳ء میں فسادات کی آگ بھڑک چکی تب بھی پاکستانی عدلیہ کے پائے استقلال نہیں ڈگمگائے ان دنوں منیر انکوائری کمیشن نے اپنے فیصلہ میں لکھا :-

"عدالت کا یہ کام نہیں کہ وہ فیصلہ کرے کہ احمدی دائرہ اسلام میں ہیں یا نہیں یہ ایک انتہائی مشکل بلکہ ناممکن کام ہے کیونکہ علماء میں سے کوئی مولوی مسلم کی ایک تعریف پر متفق نہیں۔ عدالت مزید اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مذہب کا حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے یہی قائداعظم کے پاکستان کا تصور تھا جو قانون ساز اسمبلی کے خطاب میں دیا گیا تھا"۔ (مسٹر جسٹس محمد منیر و مسٹر جسٹس ایم۔ آر کیانی رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء)

پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف تیار کیا جانے والا ہنگامہ خیز دَور اس وقت کی حکومت اور عدلیہ کی کوششوں کے باعث احمدیوں کیلئے وقتی پریشانیوں کے ہوتے ہوئے بھی بخیریت گزر گیا پاکستان میں مارشل لاگئی فسادی مولویوں کو پکڑ پکڑ کر جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ٹھیک بیس سال بعد ۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کو بنگلہ دیش بن جانے کی وجہ سے اپنے حق میں کھوئی ہوئی رائے عامہ کو بنانے کیلئے مولویوں کی ضرورت محسوس ہوئی گاؤں گاؤں اور شہر شہر مسجدوں کے ذریعہ ان پڑھ اور معصوم دیہاتیوں کو اپنی جانب کرنے کی سکیم سوچی گئی اور اس کیلئے اسلام خطرے میں ہے کا نعرہ لگا کر اینٹی احمدیہ ایشوع کو ہوا دینا نہایت آسان کام تھا جس سے ایک طرف تو ذوالفقار علی بھٹو کے سر سے بنگلہ دیش بنانے کا الزام دُور ہوتا تھا تو دوسری طرف مولویوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف فساد برپا کر کے اپنی دکانداریاں چمکانے کا موقع ہاتھ آتا تھا۔ چنانچہ مولویوں کی طرف سے پاکستان کی درج ذیل اسلامی جماعتوں پر مشتمل ایک مجلس عملاً تحفظ ختم نبوت کی تشکیل دی گئی جس میں جمیعۃ علماء اسلام - جمیعۃ علمائے پاکستان، جماعت اسلامی تنظیم اہل سنت والجماعۃ، تبلیغی جماعت، جمیعۃ اہلحدیث، ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، قادیانی محاسبہ کمیٹی نیشنل عوامی پارٹی، مجلس احرار، جمہوری پارٹی وغیرہ کو شامل کیا گیا اور تین باتوں کو مدعا بنا کر حکومت کے سامنے ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں کہا گیا :-

☆- قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

☆- ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

☆- کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

اس مقصد کیلئے ۳۰ ر جون ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں درج ذیل قرارداد پیش کی گئی :-

جناب اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری ہے۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکورہ کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اُسے اپنے مصلح یا مذہبی راہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں نیز ہرگاہ ان کے پیروکار خواہ ان کو کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی و بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ ر اور ۱۰ ر اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بھی پیش کیا جائے تاکہ اسی اعلان کو مؤثر بنانے کیلئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کیلئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

اس قرارداد پر ۳۷ محرکین قرارداد کے دستخط کروائے گئے جن میں کم و بیش سب فرقوں کے لوگ شامل تھے۔ اس پر پاکستانی آئین کی دفعہ ۱۰۶ اور دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم کر کے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کے لاکھوں احمدی مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا گیا۔

ظاہر ہے کہ اراکین پارلیمنٹ کی کثرت رائے سے اس فیصلہ کے نتیجہ میں پاکستانی عدالت پر بھی ذہنی طور پر اس فیصلہ کا اثر ہوا لیکن اُس دَور میں بھی عدالت اس حد تک قائل رہی کہ احمدی غیر مسلم تو ہیں لیکن ان کو مذہبی حقوق کی ادائیگی سے باوجود غیر مسلم کہے جانے کے کسی طور پر روکا نہیں جا سکتا چنانچہ ۱۹۷۶ء میں عدالت کے سامنے جب یہ مسئلہ آیا کہ احمدیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے روکا جائے تو لاہور ہائی کورٹ نے پٹیشن خارج کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ہر شخص

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

[1] نقل برطابق اصل

خطبہ جمعہ

خدا کی خاطر جان پیش کرنے والے جب تک موجود ہیں اس وقت تک ناممکن ہے کہ قوم مر جائے

اگر دنیا کے شر و فساد سے بچانے والی کوئی چیز ہے تو وہ نماز ہی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۹؍فتح ۱۳۷۶ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يٰاَيُّهَا الَّذينَ امنُو ا استَعينُوا بالصَّبرِ والصَّلوٰة . انَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرينَ.

وَلا تَقُولُوا لِمن يُقتلُ فى سبيل الله اَمواتٌ بَل اَحيآءٌ ولكن لَا تَشعرُون

(سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴، ۱۵۵)

یہ دو آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کے مضمون سے دو باتیں ہیں جو ظاہر ہیں۔ ایک تو نماز اور صبر کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے استعانت مانگنے کا ارشاد ہوا ہے۔ يٰاَيُّهَا الَّذينَ امنُو ا استَعينُوا بالصَّبرِ والصَّلوٰة۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگا کرو۔ انَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرينَ. یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور دوسری آیت میں یہ مضمون ہے۔ وَلا تَقُولُوا لِمن يَقتلُ فى سبيل الله اَمواتٌ اور ہرگز اس کو مُردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا بَل اَحياءٌ۔ مُردے نہ کہو اُن کو۔ اموات جمع ہے اس لئے یوں کہنا چاہئے اُن کو مُردے قرار نہ دو بَل اَحيآءٌ بلکہ وہ تو زندہ ہیں ولكن لَا تَشعرُون لیکن تمہیں اس بات کا شعور نہیں ہے کہ ان کی زندگی کی حقیقت کیا ہے۔

ان دو آیات کی تلاوت کا آج کے خطبے سے اس طرح تعلق ہے کہ نماز کے تعلق میں مَیں گزشتہ خطبوں میں مضمون بیان کر رہا ہوں اور اس میں صبر کی جو نصیحت ہے اسے خصوصیت کے ساتھ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اور دوسرا اس لئے کہ پاکستان سے مظفر احمد صاحب شرما کی شہادت کی اطلاع ملی ہے جن کے متعلق میں کچھ مزید باتیں بیان کروں گا لیکن ایک بات قطعی ہے کہ ان کو مُردہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ زندہ ہیں لیکن تم لوگ نہیں جانتے۔

صبر کا تعلق جو نماز سے باندھا گیا ہے اس کے دو پہلو ہیں جن پر نظر رکھنی چاہئے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے صبر کے ساتھ۔ یعنی مدد مانگتے چلے جانا ہے اور اس بات میں جلدی نہیں کرنی کہ کب اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے۔ اور یہ مدد نماز کے ذریعے مانگی جائے اور ایسی نماز کے ذریعے مانگی جائے جس پر صبر ہو۔ یعنی صبر کا ایک معنی جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ نیکیوں پر دوام اختیار کیا جائے۔ جب ایک دفعہ ان کو پکڑ بیٹھیں تو پھر چھوڑنا نہیں۔ یہ صبر کا مضمون دونوں طرف یکساں چسپاں ہو رہا ہے۔ یعنی ایک تو صبر کے نتیجے میں تم نے جو خدا سے دعا مانگنی ہے وہ نماز کے ذریعے مانگنی ہے اور نماز پر بھی صبر اختیار کرنا ہے کیونکہ بعد میں نتیجہ یہ نہیں نکالا کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ المُصلّين ۔ فرمایا ہے انَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرينَ تو دونوں صبروں کا بیک وقت ذکر ہے۔ اور استعینوا بالصّبر سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ کسی غم اور صدمے کی طرف اشارہ ہو رہا ہے۔ عام حالتوں میں بھی نماز پر صبر کرنا چاہئے لیکن جب کسی کی طرف سے کوئی اذیت پہنچے، کوئی قومی نقصان کا خدشہ ہو یا قومی نقصان ہو جائے تو اس صورت میں لازماً مدد اور صبر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے اٹوٹ رشتے میں بندھے ہوئے ہیں کہ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر صدمے پر بے صبری کرو گے اس کا کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اگر صدمے کے نتیجے میں صبر اختیار کر کے دعائیں کرو گے جو خصوصاً نماز میں ہونی چاہئیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ انَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرينَ۔

دوسرا پہلو لِمن يُقتَل فى سَبيل الله اَموات والا ہے۔ اگرچہ ہر شہادت کا ہمیں دکھ پہنچتا ہے جو لازم ہے کہ پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ خدا کی راہ میں جو شہید ہوتے ہیں وہ عام موتیں نہیں ہیں ان میں اور عام اموات میں ایک نمایاں فرق ہے اور اس فرق کو ہم شعور کے طور پر محسوس نہیں کر سکتے یعنی باشعور طور پر ہم اس فرق کو پہچان نہیں سکتے۔ ایسے شہداء گزشتہ زمانے میں، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئے جن کے آسمان پر خدا کے حضور حاضر ہونے کا اور جو آپس میں مکالمہ ہوا ہے اس کا الہاماً آنحضور ﷺ کو بتا دیا گیا۔ حالانکہ سوال و جواب تو بہت دور کے قصے ہیں وہ قیامت جس کے بعد یہ سوال و جواب ہونے ہیں اس قیامت کی دوری کا تو آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس رسول اللہ ﷺ کو معاً بعد جب ایک شہید کے واقعات سنائے جاتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعات اگر اسی وقت گزرے تھے اور آئندہ کی خبریں نہیں تھیں، یعنی اس شرط کے ساتھ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ اسی وقت گزر چکے تھے، تو پھر یہ عام مُردوں سے ایک الگ مضمون ہے۔ **یعنی شہداء کو جنت کی زندگی ان کے قتل کے فوراً بعد عطا کر دی جاتی ہے۔** شاید یہی مضمون ہو جو فرمایا گیا ہے کہ تم شعور نہیں رکھتے۔ 'اور زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے' اس کا ایک اور پہلو بھی ہے کہ ان کی وجہ سے قوم زندہ رہتی ہے۔ اور یہ شہادتیں ہیں جو ہمیشہ کے لئے قوم کی زندگی کی ضمانت دیتی ہیں اور تمہیں بھول جاتا ہے، تمہیں اس بات کا شعوری طور پر احساس نہیں رہتا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ اگر شہادتیں نہ ہوں تو باقی پیچھے رہنے والوں کی زندگی کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔ **وہ جو خوشی سے اپنے آپ کو خدا کے حضور شہادت کے لئے پیش کرتے ہیں اُن کو زندہ کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ قوم زندہ ہو جاتی ہے۔ اور جب تک شہادتیں رہیں گی قوم زندہ رہے گی۔ یعنی خدا کی خاطر جان پیش کرنے والے جب تک موجود ہیں اس وقت تک ناممکن ہے کہ قوم مر جائے۔** اور یہ شعور جو ہے پوری طرح آپ کو حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

تیسری بات، ان کی زندگی کا ہمیں علم نہیں یعنی شعور نہیں جب کہ ہر نیک مرنے والا بھی تو عملاً زندہ ہو جاتا ہے یعنی اس کو ایک دوسری زندگی ملتی ہے تھوڑی دیر کے لئے۔ پھر وہ ایک ایسی حالت میں سے گزرتا ہے جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ پھر لمبے عرصے کے لئے سو جاتا ہے اور اس وقت اٹھایا جائے گا جس زمانے کی دُوری کا ہمیں علم نہیں۔ اس مضمون کا شہادت کے مضمون سے کوئی فرق ہونا چاہئے۔ اگر فرق نہیں ہے تو یہ آیت کیوں کہہ رہی ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں۔ یہ وہ حالت ہے جس کو واقعۃً ہم تصور میں نہیں لا سکتے سوائے اس کے کہ زندگی کی علامتیں ان پر چسپاں کر کے دیکھیں۔ تو باشعور انسان جو زندہ ہو، اس کو اگر پوری طرح شعور ہو تو اس کا اپنے پچھلوں سے بھی ایک تعلق قائم رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بعد میں آنے والوں کے لئے دُعائیں کرتے ہیں، وہ اللہ کے حضور ان سے خیر چاہتے ہیں۔ **پس شہداء کی زندگی کا تعلق خدا تعالیٰ سے اس رنگ میں ہے کہ وہ اس سے عرض حال کرتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں کہ ہمارے پچھلوں کو بھی وہ اپنے فضل سے نوازے اور اپنے پچھلوں کا خیال رکھتے ہیں** حالانکہ مُردوں کو اپنے پچھلوں کا کوئی خیال نہیں ہوا کرتا۔ پس یہ ان کا خیال رکھنا بتا رہا ہے کہ ان کی زندگی ان کے پچھلوں کو بھی روحانی لحاظ سے اور مادی دنیوی لحاظ سے زندہ کر گئی ہے۔ یعنی یہ نئی زندگی جو ان کو ملی ہے اس کا ان کے پسماندگان سے ایک ایسا گہرا تعلق ہے جو عام مُردوں کو نہیں ہوا کرتا۔

اور بھی بہت سی باتیں ہونگی کیونکہ 'لَا تَشعُرُون' میں جو خدا تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تم شعور نہیں حاصل کر سکتے اس میں اگر ہمیں پورا شعور حاصل ہو جائے تو پھر وہ بات غلط ہو جائے گی، اس لئے میں اندازے

پیش کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مراد ہوگی، یہ بھی مراد ہوگی مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں پوری طرح شعور ہے۔ اتنا یقین رکھنا چاہئے بہر حال، خواہ ہمیں شعور ہو یا نہ ہو، کہ یہ لوگ زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں۔

اس کے بعد میں **مظفر احمد شہید** کی شہادت کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جدائیوں کے دکھ تو ہوتے ہیں لیکن ان آیات نے ایسی تسلی دی ہے کہ انکے بعد غم اور واویلے میں یعنی گہرے غم اور واویلے میں تبدیل نہیں ہونے چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو یہ وعدہ ہے کہ یہ اور قسم کے لوگ ہیں، یہ بھی زندہ ہیں تمہیں پورا شعور حاصل نہیں ہے اس وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے کہ ہماری جماعت میں بھی خدا تعالیٰ نے اولین کی طرح شہادتوں کا ایک سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ یہ شہادتیں جو نیک کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے دشمن کے چیلنج کے باوجود پیش کی جائیں یہ شہادتیں بہت ہی قابل قدر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہادت کے خوف سے کام نہیں رُکنا۔ دشمن خواہ جو کر گزرنا چاہے کرے لیکن اس ڈر سے کہ ہم قتل نہ ہو جائیں کام نہیں روکنا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تبلیغ میں جو اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حکمت سے کام لو وہ بھی ضروری ہے۔ بیک وقت دو چیزیں ہیں جن کے میزان کا نام کامیاب تبلیغ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اگرچہ شہادت کے متعلق ہمیں یہ خوشخبری عطا کر رہا ہے کہ بہت بڑی چیز ہے لیکن غازیوں کے متعلق بھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت کچھ لکھا ہے۔ پس جب بھی مجھے شہادت کے لئے دعا کی درخواست آتی ہے اور شہادت کے متعلق مظفر شہید کو ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں تھا کہ میں یہاں شہید ہو سکتا ہوں مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ میرے پاس پتہ نہیں ان کے پرانے خطوط محفوظ ہیں کہ نہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ان خطوں میں شہادت کا ایسا سرسری ذکر ہوا کرتا تھا جیسے کوئی اتفاقاً رسمی سی چیز ہے اُس کا کوئی خوف ان کے دل پر طاری نہیں تھا۔ یہ عزم صمیم لئے ہوئے تھے کہ میں نے اپنے کام کو لازماً جاری رکھنا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے اس کام سے روک نہیں سکتی۔

ان کے متعلق میں پہلے مختصر تعارف کرادوں یہ کون تھے؟ کس کے بیٹے تھے اور کس کے پوتے تھے؟ مظفر شرما شہید قائم مقام امیر اضلاع شکارپور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی، چاروں الگ الگ اضلاع ہیں جو اِن کے تابع تھے۔ یہ قائم مقام امیر تھے چار اضلاع کے شکارپور، جیکب آباد، سکھر اور گھوٹکی۔ یہ محترم عبدالرشید صاحب شرما امیر جماعت ہائے اضلاع شکارپور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان چاروں اضلاع کے یہی امیر تھے۔ ان کے دادا منشی عبدالرحیم صاحب شرما ہندو سے مسلمان ہوئے تھے اور بہت ہی اخلاص رکھتے تھے۔ یہ انہی کا اخلاص ہے جو آج ان کے پوتوں کی شہادت کی صورت میں بول رہا ہے۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء کو محترم مظفر احمد صاحب شام پونے آٹھ بجے اپنی بھابھی محترمہ غزالہ بیگم صاحبہ بیوہ مبارک احمد مرحوم اور ان کی بچیوں کو گاڑی پر سوار کرنے کے لئے ریلوے سٹیشن لے جا رہے تھے۔ یہاں لفظ مرحوم لکھنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے بڑے بھائی مبارک بھی شہید ہوئے تھے اور اسی مقام پر آپ نے شہادت کا اعزاز پایا تھا جہاں ان کو گولیاں مار کے شہید کیا گیا، عین وہی مقام تھا۔ مبارک احمد کو میں اس لئے شہید کہہ رہا ہوں کہ اگرچہ وہ کئی سال ان زخموں کے بعد زندہ رہے۔ جو کلہاڑیوں سے بڑے گہرے زخم لگائے گئے تھے جسم کے مختلف حصوں پر اور سر پر، لیکن یہ وہی زخم تھے جن کے نتیجے میں آخر ان کی وفات ہوئی ہے۔ پس جو تسلسل قائم ہو ان زخموں کا جو دین کی دشمنی میں لگائے جائیں اور اسی بیماری کی حالت میں کوئی کچھ عرصہ بعد فوت ہو اس کو مرحوم کہنے کی بجائے شہید لکھنا چاہئے اور مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ ان کے بڑے بھائی بھی شہید تھے اور جس طرح ان کی بیماری کی اطلاعیں مل رہی تھیں لازماً وہی زخم تھے جن کا دکھ کچھ دیر اور برداشت کرنا ان کے لئے مقدر تھا۔ پس شہادت بھی تھی اور شہادت کے ساتھ شہادت کی جو جسمانی تکلیفیں ہوا کرتی ہیں وہ ممتد ہو گئی تھیں۔

چنانچہ مظفر احمد صاحب اپنی بھابھی یعنی ان کی بیوہ محترمہ غزالہ بیگم صاحبہ کو گاڑی پر سوار کرانے کے لئے ساتھ لے جا رہے تھے۔ ٹانگے پر وہ سوار تھیں اور مظفر احمد صاحب شہید موٹر سائیکل پر پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ سول ہسپتال کے قریب پٹرول پمپ کے سامنے پیچھے سے ایک موٹر سائیکل آیا۔ تانگہ پر جو اِن کے بھائی کی بچی بیٹھی ہوئی تھی اُس نے اُس کو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے دیکھا اور اس کے فوراً بعد فائرنگ کی آواز آئی اور مظفر احمد شہید اسی وقت زمین پر گر گئے۔ بھابھی نے مظفر احمد کو اٹھایا۔ ابھی وہ زندہ تھے اور جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ شہادت ہی تھی خواہ کچھ دیر بعد ہسپتال میں وفات ہو یا کچھ سال لٹکنے کے بعد وفات ہو یہ شہادت ہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ ہسپتال لے جایا گیا اور ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاکر آپ نے جان، جانِ آفریں کے سپرد کی۔

محترم مظفر احمد شرما کی عمر، جب یہ شہید ہوئے ہیں، بیالیس سال تھی۔ نہایت مخلص اور فدائی، پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے لیکن کبھی عملاً وکالت نہیں کی۔ اس کے باوجود ان کا اتنا اثر و رسوخ تھا اور اتنا ان کی نیکیوں کا سارے شہر میں چرچا تھا کہ بڑے بڑے دانشور بھی آپ کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے اور ان کو شکارپور پریس کلب کے جنرل سیکرٹری کے طور پر انہوں نے منتخب کیا ہوا تھا۔ باوجود اس کے کہ احمدیت کے خلاف وہاں بہت تعصب پھیلایا جاتا ہے ان کے ساتھ ذاتی تعلق کا یہ ثبوت ہے کہ ان کو باقاعدہ غیروں نے مشترکہ طور پر اپنے پریس کلب کے جنرل سیکرٹری کے طور پر چنا ہوا تھا۔ ایک موقع پر، ایک تقریب پر ان کے اثر کو یہ بات بھی ظاہر کرتی ہے کہ چار ضلعوں کے ڈپٹی کمشنر ان کے بلاوے پر اس تقریب میں شامل ہوئے۔

۱۹۸۵ء میں بھی اس خاندان نے بہت بڑی مالی قربانیاں پیش کی ہیں۔ شکارپور میں یہ اکیلا احمدی گھرانہ تھا اور اس خاندان نے پوری ثابت قدمی کے ساتھ ہر مصیبت کو برداشت کیا ہے۔ ان کے والد کو میں ذاتی طور پر بڑی دیر سے جانتا ہوں، ان کا کارخانہ تھا جس کے اوپر بہت ہی ظالمانہ حملہ کیا گیا اور سب کچھ برباد کر دیا گیا لیکن ان کے ثبات قدم میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ میں نے ان کو تسلی کا خط لکھا۔ انہوں نے مجھے تسلی کا خط لکھا۔ نہایت ہی ذلیل بات حکومت کی طرف سے یہ ہوئی ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو جو دھمکیوں کے خط آتے تھے اور جو چھپتے بھی تھے اخباروں میں اور نام بھی لکھا ہوتا تھا ان مولویوں کا، [illegible] نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ یہ وہ جمعیت ہے جس کے سربراہ آج کل مولوی فضل الرحمان ہیں اور وہ الفاظ آپ پڑھیں خطوں کے جو خط ان کے نام آیا کرتے تھے اور جو بیان اخباروں میں چھپتے تھے وہ اتنے گندے ہیں کہ ان کو پڑھ کر سنایا بھی نہیں جا سکتا۔ نہایت ہی غلیظ زبان، ان کے متعلق اور ان کی بیگم کے متعلق، نہایت ہی کمینی بکواس کی گئی ہے۔ اب دنیا میں کہیں بھی کوئی شریف حکومت ہو تو ایسے گندے خطوط چھپنے کے بعد نوٹس لئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ ان خطوط میں بڑی دلیری کے ساتھ نام بھی لکھے ہوئے ہیں اور قتل کی دھمکی دی گئی ہے کہ ہم تمہیں ضرور قتل کر دیں گے اور ان بدبختوں کے جبڑے نہیں توڑے گئے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی اگر کھلم کھلا اخباروں میں کسی کا نام لے کر قتل کی دھمکی دی جائے تو ناممکن ہے کہ حکومت کی مشینری فوری طور پر اس کا ردّ عمل نہ دکھائے۔ تو پاکستان میں یہ کچھ ہو رہا ہے مگر ہمیں اُن سے توقع نہیں ہے، اُن پر انحصار نہیں ہے۔ ہمارا انحصار اُسی پر ہے، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. ہم اپنی گریہ وزاری صرف اپنے رب کے حضور پیش کریں گے اور ہمیشہ کرتے چلے جائیں گے کیونکہ صبر نے ہمیں یہ تلقین کی ہے کہ خواہ ظاہری طور پر تمہیں اپنی دعاؤں کا نتیجہ دکھائی دے یا نہ دے تم نے مسلسل دعائیں جاری رکھنی ہیں اور ان دعاؤں کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ہے۔

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ۱۶/اگست ۱۹۹۸ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط

۱۔ درخواست دہندہ وقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارے میں غور ہو سکے گا۔
۶۔ حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۰۔ ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔
۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔
۸۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰۔ جولائی ۱۹۹۸ء تک ارسال کر دیں۔

☆ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اُترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

☆ اُمیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا

اُردو: ایک مضمون اور درخواست۔ انگلش: مضمون درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو۔ پاپ
گرامر۔ انٹرویو: اسلامیات۔ احمدیت۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ۔ تلاوت قرآن پاک۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

پس اس پہلو سے جہاں ان پسماندگان کے لئے آپ دعائیں کریں اور دعائیں جاری رکھیں وہاں للہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کریں کہ ان ظالموں کو جو اس شدید ظلم میں حصہ ڈالے ہوئے ہیں اور بہت ہیں وہ ان کو کیفر کردار تک پہنچائے کیونکہ ان کی گندی اور خبیث زبان کے بعد میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچ سکتا کہ ایسے شخص کے اندر کوئی پاک تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مولوی بنے ہوئے ہیں، ایسی ناپاک باتیں ہیں جن سے ان کے دل کا بغض کھلتا ہے۔ آج کل پاکستان کے مولویوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے کے رستے اور مقرر کئے ہیں اور غلاظت نکالنے کے اور لیکن اِن کا ایک ہی رستہ ہے۔ جس منہ سے یہ خدا کی باتیں کرتے ہیں، جس منہ سے کلمہ پڑھتے ہیں اُسی منہ سے اتنا گند بکتے ہیں کہ اس کو جسمانی فضلے سے تشبیہ دینا بھی اس گندگی کی پوری وضاحت نہیں کر سکتا۔ جو جسمانی فضلہ ہے وہ کچھ بھی نہیں اس کے مقابل پر جو اِن کے منہ سے گند نکلتا ہے اس لئے اِن کا ایک ہی رستہ رہ گیا ہے جس رستے سے درود پڑھتے ہیں اُسی رستے سے نہایت ہی خبیثانہ بکواس کرتے ہیں۔ پس ان کے درود قبول ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کے رستے گندے ہو گئے ہیں۔

بہرحال اس کی مزید تفصیل میں مَیں نہیں جانا چاہتا مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ اخباروں میں باتیں چھپتی رہی ہیں بہت ہی گندی ہیں مگر ہمیں صبر بہرحال کرنا ہے اور اس صبر کے ساتھ میں ساری جماعت کی طرف سے ان کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ، بفضلہٖ تعالیٰ اپنے صبر پر پورے ثبات قدم کے ساتھ قائم رہیں گے۔ مظفر احمد شہید کی نماز جنازہ غائب جمعہ و عصر کے معاً بعد یہاں ہو گی۔

اب میں نماز کے مضمون پر جانے سے پہلے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر جو مسلسل دنیا سے خطوط آرہے ہیں ان کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے میرے لئے اور میرے عملے کے لئے کہ ان کا جواب دے سکیں۔ لیکن یہ میں تسلی دلاتا ہوں کہ تمام خطوط پر میں خود نظر ڈالتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کس نے لکھا ہے، کیا لکھا ہے اس لئے جو ان کے دل کی خواہش ہے وہ تو پوری ہو گئی جب میں نے نظر ڈال لی۔ اور اس وقت جو ان لوگوں کے لئے دل سے دعا اٹھتی ہے وہ بھی اس خواہش ہی کا ایک حصہ ہے۔ پس اگر میری طرف سے رسیدگی کا خط بھی نہ جائے تو ہرگز اس ملال میں نہ پڑیں اور اس شبہے میں مبتلا نہ ہوں کہ وہ خط نظر سے گزرا ہی نہیں۔ ایک ایک خط بلا استثناء جب تک میں دیکھ نہ لوں اس وقت تک میری رات تک کی کارروائی بند نہیں ہوتی۔ یعنی یہ فائل الگ پڑی رہتی ہے۔ جب تک میں دیکھ نہ لوں اس وقت تک میں اپنا دفتر بند نہیں کرتا اس لئے آپ لوگ مطمئن رہیں۔

اور **صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب** کے لئے ضمناً میں نے جو تحقیق کی ہے اس پر میں حیران ہوا ہوں ایک بات پر کہ **خدا تعالیٰ نے جو غیر معمولی عمر کی خبر دی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام مردانہ اولاد میں ان کے برابر کسی نے عمر نہیں پائی۔** 'خلاف توقع' کا لفظ حیرت انگیز طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اس خلاف توقع لفظ نے ہی مجھے اس تحقیق پر مجبور کیا۔ میں پہلے سمجھتا تھا حضرت بھائی جان مرزا عزیز احمد صاحب کی عمر ان سے زیادہ لمبی تھی اور بھی کئیوں کی طرف خیال گیا، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق خیال گزرا کہ ان کی عمر لمبی تھی۔ ہر ایک کو ان کی پیدائش اور وفات کے لحاظ سے دیکھ لیا گیا ہے اور **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نرینہ اولاد در اولاد یعنی وہ جو آپ کی ذرّیت میں سے ہیں اور مرد ہیں اُن میں سے کسی کو سوائے ان کے اتنی لمبی عمر نصیب نہیں ہوئی۔** پس یہ جو الہامات کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ خود بولتے ہیں کہ ہاں ہم اطلاق پا رہے ہیں تو یہ الہام بھی اس طرح بول رہا ہے کہ لازماً آپ کا ذکر تھا کیونکہ 'خلاف توقع' بات کی جا رہی تھی اور 'خلاف توقع' ایک ہی شخص کے متعلق پورا ہونا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آپ کے متعلق جو الہامات کا سلسلہ تھا وہ بہت پختہ اور ایسا یقینی تھا کہ کسی شخص کی خیال آرائی کا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ لازماً پورا ہوا ہے۔

اب میں نماز کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں دوبارہ ان کو شروع کرتا ہوں کیونکہ اب رمضان بھی آنے والا ہے اور ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو سنواریں اور یہ ضرورت آج کل کے حالات کی وجہ سے اور بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ **ہمیں اگر دنیا کے فساد اور شر سے بچانے والی کوئی چیز ہے تو وہ نماز ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی صورت ہم کمزوروں کے بچنے کی نظر نہیں آتی۔** اور اس نماز کو سنواریں جس میں ہماری زندگی بند ہے۔ بعض لوگوں کو کہانیوں میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ گویا ان کی زندگی طوطے میں بند تھی جو ایک پنجرے میں بند تھا۔ اگر واقعۃً ایسی بات ہو سکتی تھی، جو نہیں ہو سکتی، تو یہ کہانیاں ضرور پیغام دے رہی ہیں۔ میرے نزدیک یہ کہانیاں یہی پیغام دے رہی ہیں کہ مومنوں کی زندگی بھی ایک خاص چیز سے وابستہ ہے اگر وہ اس کو زندہ رکھیں گے تو وہ بھی زندہ رہیں گے۔ پس دنیا کی کہانیوں میں تو طوطا ہے جس میں کسی کی جان بند تھی ہمارا طوطا ہماری نماز ہے۔ جب نماز مر گئی تو سب کچھ مر گیا، جب نماز زندہ رہی تو ہر مومن زندہ رہے گا کیونکہ نماز ہی سے زندگی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آ ہی جائے گا اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اسے ہنسی آ ہی جاتی ہے"۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی دنیا میں انکار نہیں کر سکتا۔ زور لگا کے اگر آپ رونے کی کیفیت طاری کریں گے تو رونا آ ہی جائے گا، زور لگا کر ہنسی کی کیفیت طاری کریں تو ہنسی آ ہی جاتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کو مخاطب ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں رونا نہیں آتا نماز میں۔ آپ نے فرمایا تکلف کرو، کوشش کرو۔ اور یہ تکلف جائز ہے، یہ بناوٹ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے جو روح کی کیفیت ہے اس رونے میں مضمر ہے جو خدا کی یاد کے ساتھ آنا چاہئے۔ اگر وہ نہیں ہے تو یہاں تکلف ناجائز نہیں اور چونکہ اس تکلف کا اپنی ذات سے تعلق ہے، لوگوں کے سامنے منہ بنانے سے تعلق نہیں ہے اس لئے اسے ہرگز منافقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

فرماتے ہیں: "اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا، رکوع کرنا، اس کے ساتھ روح پر بھی اثر پڑتا ہے"۔ یہ مضمون بیان فرمانے کے بعد پھر حضورؑ فرماتے ہیں: "جب انسان نیاز مندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں"۔ اب یہ مثال دیکھیں کتنی سچی مثال ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو اپنا سر اس کے پاؤں پر رکھ دیتے ہیں۔ میں نے بھی بچپن میں شکار کے شوق میں کتے پالے ہوئے تھے یا گھر کی حفاظت کے لئے اور اسی لئے آخر ان کو رخصت کرنا پڑا کیونکہ مجھے اس سے بڑی گھبراہٹ ہوتی تھی کہ وہ اپنی محبت کا اظہار میرے پاؤں چاٹ کر کیا کرتے تھے۔ اور کتوں کے چاٹنے سے جو انسان میں، مومنوں میں ایک طبعی کراہت ہے اس کی وجہ سے آخر مجھے ان کو رخصت کرنا پڑا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کے ساتھ مجھے وہ واقعہ یاد آگیا کہ بچپن میں میں نے خود دیکھا ہوا ہے جب مالک گھر میں داخل ہوتا ہے تو جب آپ کتوں سے پیار کرتے ہیں، ان کی روٹی کا خیال رکھتے ہیں، ان کی آسائش کا خیال رکھتے ہیں تو وہ دوڑ کر آکر پاؤں چاٹنے لگتے ہیں اور ایک قسم کا سجدہ کر دیتے ہیں مالک کو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدے کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں"۔ اس حقیقت میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اگر روح غمناک ہو تو اس کے نتیجے میں بہت سی جسمانی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اور ہومیوپیتھی کا آج کل جماعت میں چرچا ہے سب ہومیوپیتھ جانتے ہیں اس اثر کو کہ اگر صدمے کے نتیجے میں فوری طور پر صدمے کا ازالہ نہ کیا جائے تو گہری تا زندگی چمٹ رہنے والی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حقیقت کو بھی سمجھتے تھے اور باوجود اس کے کہ ہومیوپیتھی سے کوئی تعلق نہیں تھا یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ روح پہ صدمے کے اثر سے لازماً جسمانی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سوال کا جواب دیتے ہیں "کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی لذت جاتی رہتی ہے اس کا کیا علاج ہے"۔

اس ضمن میں ایک بات تو میں یہ بتا دوں اور یہ ایک تنبیہ ہے کہ جس طرح لوگوں نے ہر طرف سے

ارشاد نبوی

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

نماز کے خطبات کے نتیجے میں اپنی نمازوں کی طرف توجہ شروع کی ہے مجھے بعضوں کے متعلق خدشہ ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ نہ کر دیں اس کا دماغ پر اثر ہو سکتا ہے۔ بہت سے ایسے کمزور انسان ہوتے ہیں جو جلدی میں روحانی مراتب چاہتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد ان کے دماغ کو یہ کوفت اتنی چڑھ جاتی ہے کہ خیالی مراتب کے تصور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ وہ مذہبی جنونی بن جاتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو کبھی نہ بھولیں کہ جو نیکی کا سفر ہے اس میں آہستگی رکھیں، آرام سے سفر کریں۔ کبھی قیلولہ بھی کر لیا کریں اور کبھی جب موسم خوشگوار ہو، جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی ہوائیں چلیں کہ جب اس کی عبادت کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہوتی ہے اس وقت زیادہ زور سے قدم ماریں۔ یہ طریق ہے جس پر چل کر انشاء اللہ کبھی کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اسی عنوان سے میری توجہ اس طرف گئی ہے کہ بعض دفعہ ویسے ہی کبھی لذت آتی ہے کبھی چلی جاتی ہے اور یہ منافقت کی علامت نہیں ہے۔ انسانی فطرت ایک زور مارتی ہے پھر کچھ تھک کر آرام کرتی ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کے جسم ہمیشہ نماز میں لذت نہیں پاتے ان کا تھکنا لازمی امر ہے اور یہ کسی بدی کی علامت نہیں ہے۔ یہ سالک جو ابتداء میں سفر کرتا ہے اس کو اسی طرح تجربہ ہوا کرتا ہے کہ دوام کے طور پر اپنی نماز کی حالت کو ایک جیسا نہیں رکھ سکتا۔

حضورؒ فرماتے ہیں: "ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ اس کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اس لذت کو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے"۔ فرمایا آپ کے ہاتھ سے کچھ کھویا گیا اگر آپ احساس رکھیں گے کہ کچھ کھویا گیا ہے تو یہ احساس بہت اہم ہے اور فکر میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ کچھ کھویا گیا ہے۔ فکر میں مبتلا ہونے کی ضرورت تو ہے مگر اگر فکر میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ جو کھویا گیا تھا وہ پھر حاصل ہوگا، یہ مطلب ہے۔ فرماتے ہیں، "جیسے چور مال اڑا کر لے جاوے تو اس کا افسوس ہوتا ہے"۔ اگر نماز میں لذت جاتی رہے تو افسوس ضرور کرنا چاہئے جیسے مال کے کھوئے جانے کا افسوس ہوتا ہے اور "پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئندہ کو اس خطرے سے محفوظ رہے"۔ جب دنیاوی مال چور اڑا کر لے جائے تو جو دکھ ہوتا ہے اس کے نتیجے میں بعض دفعہ الارم لگائے جاتے ہیں، کھڑکیوں، دروازوں کو مضبوط کیا جاتا ہے تو حضور فرما رہے ہیں اس کا یہ نتیجہ نکلنا چاہئے کہ تم اپنی نماز کی حفاظت کے مزید سامان کرو۔ "اس لئے معمول سے زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح جو خبیث نماز کے ذوق اور انس کو لے گیا ہے اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے"۔ "جو خبیث لے گیا ہے، مراد ہے شیطان۔ جسمانی ڈاکہ مارنے والے بھی گندے لوگ ہوا کرتے ہیں مگر شیطان کو خبیث کہا گیا ہے اور فرمایا "جو خبیث نماز کے ذوق اور انس کو لے گیا ہے" اس نے گویا ڈاکہ مار دیا ہے اور وہ تمہاری نماز کی لذتوں کو لے اڑا ہے۔ "اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور کیوں نہ اس پر افسوس کیا جائے"۔ جسمانی نقصان پر جس طرح آپ افسوس کرتے ہیں اگر روحانی نقصان پر اس طرح افسوس کریں تو اللہ تعالیٰ پھر وہ تقویت عطا کرتا ہے جس کے نتیجے میں آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

فرماتے ہیں: "وہ بے فکر اور بے غم نہ ہو۔ نماز میں بے ذوقی کا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے"۔ ایک چور نے آپ کی چیزیں اڑالی ہیں۔ "جیسے ایک مریض کے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے۔ اسی طرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اسکو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے"۔ اب یہاں پہنچ کر جو پہلی مثال تھی اس کو چھوڑ دیا ہے اور عرف عام میں ایک ایسی بات کی ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں واضح طور پر آ سکتی ہے۔ وہ خبیث کی چوری کا جو ذکر ہے وہ ایک ایسا مفہوم ہے جو شاید آپ کا تصور اس کو پکڑ نہ سکے لیکن یہ بات آپ کو معلوم ہے۔ فرماتے ہیں بسا اوقات اچھا کھانا تو نصیب ہوتا ہے مگر اس کھانے کا ذوق جاتا رہتا ہے اور یہ ذوق کا جانا بیماری کے نتیجے میں ہوا کرتا ہے۔ اچھے سے اچھا کھانا آپ کے سامنے پیش ہو اگر آپ بیمار ہوں گے اور ذوق نہیں ہوگا تو کھانے کا کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ پس یہ کھانے کا تو قصور نہیں ہے یہ تو کھانے والے کا قصور ہے۔ اس کی زبان کا قصور ہے جو اسے چکھ رہی ہے اور مزہ نہیں حاصل کر رہی۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نماز کا تجزیہ فرمایا ہے اس کو پیش نظر رکھیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں "حقیقی نماز"۔ "یاد رکھیں یہ نماز ایسی چیز ہے جس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی"۔ بہت سے لوگ ہیں جن کو سر دست دنیا تو عزیز ہے نماز اتنی عزیز نہیں۔ اگر یہ بات اپنے پلے باندھ لیں کہ نماز دین کے لئے نہیں دنیا کے لئے بھی ضروری ہے تو یہ بات ایسی ہے جس کو ہر مومن کو یاد رکھنا چاہئے۔ کیونکہ دنیا کی ضرورتیں تو لاحق ہیں ہی اس کو، ان کے لئے دیکھو کیا کیا تدبیریں کرتا ہے، کیا کیا کوششیں بجا لاتا ہے۔ فرمایا: "نماز تو وہ چیز ہے جس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بد عملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا"۔ اِستَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلٰوۃِ، یہ وہی مضمون ہے جو اس آیت سے تعلق رکھتا ہے جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔

فرماتے ہیں: "خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا"۔ پس نماز میں صبر کے ساتھ جو استعانت کی تلقین ہے اس کا مرجع بھی نماز ہی ہے۔ یعنی خدا سے صبر کے ساتھ اور استقامت کے ساتھ مدد مانگو مگر اول مدد یہ ہو کہ اللہ تمہیں نماز نصیب کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع و خضوع پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو"۔ جن لوگوں کے لئے نماز میں لمبا عرصہ کوشش ممکن نہیں یعنی ابھی ان کو اس کا سلیقہ نہیں آیا، ابھی اس کا بوجھ محسوس ہوتا ہے ان کا یہ علاج ہے۔ عام دن کی گھڑیوں میں جب وہ باقاعدہ نظم و ضبط میں باندھے ہوئے نہیں ہوتے وہ آزاد ہوتے ہیں سوچتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں، ہر چیز میں، فرمایا اسی وقت بھی دعائیں کرو۔ جب بھی خیال آئے دعا کرو کہ اللہ جس طرح ہمیں اس ظاہری آزادی میں مزہ آ رہا ہے اس پابندی میں بھی مزہ آ جائے جو تیری خاطر برداشت کرتے ہیں۔ اور یہ آزادی پابندی دکھائی دے اور پابندی جس میں ہم تیرے حضور حاضر ہوں وہ آزادی دکھائی دے۔ یہ دعا ہے جس کو اگر آپ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت فرمائی ہے مانگیں گے تو الدُّنیا سِجنٌ لِلمُؤمِنِ وَجَنَّۃُ لِلکَافِرِ کے معنے آپ کو سمجھ آجائیں گے۔ اصل یعنی حقیقی معنے کہ مومن خود بھاگ بھاگ کر قید خانے میں دوڑتا ہے جس کو کافر قید خانہ دیکھ رہا ہے اور جس کو وہ جنت پاتا ہے اس سے گھبرا گھبرا کر وہ اپنے قید خانے کی طرف چلا جاتا ہے کیونکہ اس کی جنت وہاں ہوتی ہے۔ پس یہ بظاہر ایک متضاد بات ہے مگر وہ حدیث جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں حقیقت میں یہی مضمون ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی جنت میں چلے جاؤ۔ الدُّنیا سِجنٌ لِلمُؤمِن میں یہ نصیحت ہے کہ وہ سجن تو ہے مگر مومن کے لئے وہی ہے۔ مومن خود چاہتا ہے۔ اس پر کوئی جبر نہیں ہے۔ وہ سجن اس سے چھوڑا نہیں جاتا۔ بھاگ بھاگ کر قید خانوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ پس آج کے ایام جو رمضان کے قریب ہیں ان پر یہ حدیث اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ اطلاق پائے گی کہ رمضان مبارک کی قید جو بظاہر قید ہے اس میں سے آپ باہر نکل کر دیکھیں گے تو دنیا طرح طرح کے عیش و عشرت میں مبتلا ہوگی اور پارکوں میں گند ہوگا، گلیوں میں گند ہوگا جہاں سے آپ گزریں گے نظر اٹھانا مشکل ہوگی اور آپ نے خدا کی خاطر ایک قید قبول کی ہوگی۔ یہی قید ہے جو دراصل جنت ہے اور وہ جنت جو انہوں نے بنائی ہوئی ہے وہ جہنم ہے۔ اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھیں تو آپ کا رمضان نسبتاً زیادہ آسانی اور سہولت سے گزرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اب نہایت ہی پیارے الفاظ میں تقویٰ کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ تقویٰ ہی نماز کی جان ہے اور تقویٰ نماز کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا ہے۔ اور ایسا گہرا تعلق ہے کہ نماز

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

طالب دُعا: - محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

تقویٰ میں جان ڈالتی ہے، تقویٰ نماز میں جان ڈالتا ہے۔ فرمایا "کل یعنی ۲۲ر جون ۱۸۹۹ء بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا"۔ ۲۲ر جون ۱۸۹۹ء بار بار یہ الہام ہوا ہے۔ اب تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے اس صدی کے گزرنے میں اور اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام بار بار ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اگلی صدی کا گیٹ ہونا چاہئے۔ دنیا میں بھی بہت گیٹ سجائے جائیں گے جن سے گزر کر وہ اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہونگے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ گیٹ عطا کیا گیا ہے جو تقویٰ کا گیٹ ہے اور جون ۱۸۹۹ء کا الہام ہے۔ پس بلاشبہ ہمارے لئے بھی آج یہی الہام ہے جو ہمارے حالات پر چسپاں ہو رہا ہے اور اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

فرماتے ہیں، "تم لوگ متقی بن جاؤ" یہ الہام ہوا ہے بار بار، "اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا"۔ **اگر اگلی صدی سے پہلے ہم عزم صمیم لے کر اس الہام کے سہارے سے داخل ہوں اور اس یقین سے داخل ہوں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے تو ساری صدی ہماری، ساری دنیا ہماری ہے۔ جو خدا کی صدی ہے اور خدا کی دنیا ہے وہ انہی کی ہوگی جن کے ساتھ خدا ہے۔** اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے"۔ اس الہام کے ساتھ بڑا دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ 'میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ اور طہارت اختیار کر لے"۔ یہ کیفیت تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل کی آپ لوگوں کے لئے جو اس وقت اگلی صدی کے سر پر کھڑے ہیں۔ جو کیفیت اس وقت جماعت کے متعلق آپ کی تھی یہ اب بھی وہی کیفیت ہے اور ابھی بھی اس الہام کے تابع ہمیں مسیح موعود علیہ السلام کے دردناک دل کی دعائیں پہنچ رہی ہیں۔

پھر فرمایا: "میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے"۔ تقویٰ کمانا آسان نہیں ہے، جن کو خدا نے امام بنایا تھا، آپ کے دل کی یہ کیفیت ہے۔ حقیقت میں اب جو میں یہ نظارے دیکھ رہا ہوں کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کثرت سے تقویٰ کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک ذرہ بھی میرے دل میں یہ وہم نہیں کہ یہ کچھ میری وجہ سے ہے۔ بلاشبہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ ہر صدی آپ کی ہے اور ہر صدی کے سر پر کھڑے ہو کر آپ بول رہے ہیں اور آپ کی زبان کی طاقت ہے جو خدا سے طاقت پاتی ہے پھر اگلی صدی متبرک ہو جاتی ہے اور اس میں نیکی کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ، ہی کی دعاؤں کے ساتھ میں آپ کو وہ عبارت پڑھ کر سناتا ہوں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

"جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی"۔ اب یہ جو عبارت میں پڑھ کر سنا رہا ہوں یہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ایک خط میں سے لی گئی ہے جو ۲۳ر جون ۱۸۹۹ء کو آپ نے لکھا اور الحکم میں یہ بعد میں شائع ہوا۔ آپ اسی مجلس میں موجود تھے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رات کے الہام کا ذکر کیا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب کی یہ تحریر ہے۔ جو الفاظ ہیں جس قدر ان کو یاد تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ ہیں۔ فرمایا جو آیا ہے یہاں اس سے میں کہہ رہا ہوں۔ یہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے الفاظ میں ہے۔ فرمایا "جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی"۔

فرمایا "تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت اور انجیل کی تعلیمات کا"۔ اب اس میں تقویٰ کو اسلام سے خاص نہیں فرمایا گیا۔ فرمایا تقویٰ تو ہر مذہب کی جان ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ صرف اسلام ہی تقویٰ کی بات کرتا ہے۔ تمام مذاہب کی روح اور تمام مذاہب کی جان تقویٰ میں تھی۔ "تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت اور انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے"۔ فرمایا "میں اس فکر میں بھی ہوں"۔ اب یہ غور سے سننے والی بات ہے۔ "میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ "یعنی وہ لوگ جو اللہ کی خاطر دنیا کو تج دیتے ہیں اور خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں ان "کو الگ کر دوں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مُردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں"۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے اور کثرت سے وہ ہیں جو دنیا کمانے والے، دنیا میں جان کھپانے والے تھے مگر اب نہیں رہے۔ اور آپ کے دل کی بے قراری کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبولیت بخشی ہے کہ اب ان کو الگ کر کے باقیوں کو پیچھے چھوڑنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مسلسل ان لوگوں میں سے وہ نکل رہے ہیں، ایسے لوگ نکل رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمہ تن خدمت دین میں مصروف ہیں اور زیادہ سے زیادہ مصروف ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں: "رات کس درد سے حضرت امام فرماتے ہیں آہ اب تو خدا کے سوا کوئی ہمارا نہیں رہا"۔ یہ تقویٰ کے الہامات کا نتیجہ تھا جو رات کو ہو رہے تھے۔ کتنی گہری نظر ڈالی ہے۔ یہ خیال نہیں کیا کہ تقویٰ کی تعلیم ہے تقویٰ پہ انشاء اللہ ہم عمل کریں گے۔ یہ محسوس ہوا ہے کہ تقویٰ کے بغیر ہماری زندگی کا کوئی بھی سہارا اب نہیں رہا اور تقویٰ کی طرف توجہ اس لئے دی جا رہی ہے کہ اگر نہ دی تو کچھ بھی نہیں رہے گا۔ یہ غم تھا جو آپ کی جان کو لگ گیا۔ "آہ اب تو خدا کے سوا کوئی ہمارا نہیں رہا۔ اپنے پرائے سب ہی اس پر تلے ہوئے ہیں کہ ہمیں ذلیل کر دیں۔ رات دن ہماری نسبت مصائب اور گردشوں کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے تو ہمارا ٹھکانہ کہاں"۔ یہی کیفیت بعینہ اس وقت پوری ہو رہی ہے۔

صرف پاکستان کا ذکر نہیں ہے دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جماعت ترقی کر رہی ہے رات دن لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور منصوبے بنا رہے ہیں اور طرح طرح کی جھوٹی باتیں جماعت کے اندر مشہور کر رہے ہیں کہ جس کے نتیجے میں ان ملکوں کی زمینیں ان پر تنگ ہو جائیں، جس کے نتیجے میں ان کے دوست دشمن ہو جائیں۔ یہ وہ کیفیت ہے جس سے بچنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ پس آپ فرماتے ہیں: "اب اگر خدا تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے تو ہمارا ٹھکانہ کہاں"۔ پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ دنیاوی کوششوں کو بجالانے کی طرف محض اس حد تک توجہ کریں کہ امتثال امر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ امر فرمایا ہے کہ دنیا کی کوششیں بھی تم نے ضرور کرنی ہیں۔ محض اس خیال سے جس حد تک ممکن ہوتا ہے ہم کوشش کرتے ہیں۔ ہر تدبیر کو بروئے کار لاتے ہیں لیکن کبھی ایک لحہ کے لئے بھی ان تدبیروں پر توکل نہیں ہوتا کیونکہ ان تدبیروں میں جان خدا نے ڈالنی ہے اور اگر غور سے دیکھیں تو وہ تدبیریں وہی ہیں جو آسمان سے اترتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی دل میں ڈالتا ہے۔ پس تدبیروں پر انحصار نہیں۔ تدبیروں پر عمل اس لئے ضروری ہے کہ خدا نے سُجھائی ہیں اور یہ مضمون قرآن کریم میں مختلف صورتوں میں بیان ہوا ہوا ہے کہ اِنَّھُم یَکِیدُونَ کَیداً و اَکِیدُ کَیداً۔ کہ دشمن تدبیریں کرتا ہے خدا قادر مطلق ہے چاہے تو ایک عذر سے ان کی ساری تدبیریں ملیامیٹ کر دے۔ مگر فرمایا اَکِیدُ کَیداً میں بھی تدبیر کرتا ہوں۔ کچھ وہ تدبیر ہے جو آسمان پر از خود حرکت میں آجاتی ہے اور ہمیں دکھائی نہیں دیتی لیکن پوری ہو کر رہتی ہے۔ کچھ وہ تدبیر ہے جو آسمان سے دلوں پر اترتی ہے اور اس کا کچھ ذکر میں نے کل کے ہندوستان کے خطاب میں بھی کیا تھا کہ وہ تدبیریں ہم اس لئے بجالاتے ہیں ان تدبیروں کے احترام کے ساتھ، ان کو چومتے ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔ اور اَکِیدُ کَیداً کا یہ بھی ایک مضمون ہے کہ دشمن جو تدبیریں کر رہا ہے اس کے مقابل پر میں بھی اپنی جماعت کو یعنی خدا والوں کو تدبیریں سکھاؤں گا اور ان کے دلوں پہ تدبیریں الہام کروں گا اور ان تدبیروں میں برکت ڈالوں گا۔ پس ان تدبیروں کو بجالانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک تو امتثال امر کا معاملہ ہے۔ ایک یہ کہ اللہ نے اتاری ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ایسی ساری تدبیروں کو بڑی کوشش اور ہمت اور دعا کے ساتھ بروئے کار لائے گی جو میری طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں۔ اور سب دنیا میں ان تدبیروں کو بھجوانے کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ ان کو عزت کے ساتھ قبول کریں ان کو دنیاداری نہ سمجھیں۔ جان لیں کہ یہ تدبیریں اللہ نے عطا فرمائی ہیں اور پورے احترام کے ساتھ ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ پس اس نصیحت کے ساتھ میں آج کے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ اس پر پوری طرح عمل کریں گے۔

بشکریہ الفضل انٹر نیشنل لنڈن

☆ میرا بیٹا عزیز طاہر احمد لمبے عرصے سے بیمار ہے اس کی کامل شفایابی اور صحت و سلامتی والی عمر کیلئے نیز عاجزہ کی بیٹی عزیزہ ڈاکٹر امتہ الرقیب کے نیک صالح خادم دین اولاد کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۲۰ مارک۔
(امتہ القیوم والدہ طاہر احمد ہمبرگ جرمنی)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

مباہلے کے بعد

تحفظ ختم نبوت کے ملاؤں کی توہین و تذلیل انگلینڈ کے اخبارات کی روشنی میں

عبدالباری ملک صدر جماعت احمدیہ بریڈ فورڈ (انگلستان)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین۔ مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا جو کھلا کھلا چیلنج دیا اس میں آپ نے فرمایا۔

"کذب وافتراء کی اس عالمی مہم کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں اول۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات کو ہر قسم کے ناپاک حملوں کا نشانہ بنانا آپ کے تمام دعاوی کی تکذیب کرنا آپ کو مفتری اور خدا پر جھوٹ بولنے والا دجال اور فریبی قرار دینا اور آپ کی طرف ایسے فرضی عقائد منسوب کرنا جو ہرگز آپ کے عقائد نہیں تھے۔ دوسرا پہلو آپ کی قائم کردہ جماعت پر سراسر جھوٹے الزامات لگانے اور اُس کے خلاف شر انگیز پروپیگنڈہ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مسلسل جماعت احمدیہ کی طرف ایسے عقیدے منسوب کئے جارہے ہیں جو ہرگز جماعت احمدیہ کے عقیدے نہیں ہیں۔ اس طرح جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کو سراسر ظلم اور تعدی کی راہ سے بعض نہایت سنگین جرائم کا مرتکب قرار دے کر پاکستان اور بیرونی دنیا میں بدنام کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔

یہ جھگڑا بہت طول پکڑ گیا ہے اور سراسر یکطرفہ مظالم کا یہ سلسلہ بند ہونے میں نہیں آرہا۔ جماعت احمدیہ نے ہر لحاظ سے صبر کا نمونہ دکھایا اور محض للہ ان یکطرفہ مظالم کو مسلسل حوصلے سے برداشت کیا اور جہاں تک ظالموں کو سمجھانے کا تعلق ہے ہر پرامن ذریعہ کو اختیار کرتے ہوئے معاندین و مکذبین کے ائمہ کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوششیں کیں اور ایسی حرکتوں کے عواقب سے متنبہ کیا اور خوب کھلے لفظوں میں باخبر کیا کہ تم یہ ظلم محض جماعت احمدیہ پر نہیں بلکہ عالم اسلام اور خصوصیت سے پاکستان کے عوام پر کر رہے ہو۔ اور دھوکہ اور فریب سے ان کو ان مظالم میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا رہے ہو اور دن بدن جو نت نئے مصائب پاکستان کے غریب عوام پر ٹوٹ رہے ہیں۔ اُن کے اصل ذمہ دار تم ہو۔ اور یہ مصائب خدا تعالیٰ کی بڑھتی ہوئی ناراضگی کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن افسوس کہ ظلم کرنے والے ہاتھ رکنے کے بجائے ظلم و تعدی میں مزید بڑھتے چلے گئے اور اب معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ جماعت احمدیہ اس ظلم کو مزید برداشت نہیں کر سکتی لہٰذا ایک لمبے صبر اور غور و فکر اور دعاؤں کے بعد میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تمام مکذبین اور معاندین کو جو عمداً اس شرارت کے ذمہ دار ہیں خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں قرآنی تعلیم کے مطابق کھلم کھلا مباہلہ کا چیلنج دوں اور اس قضیہ کو اس دُعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے جاؤں کہ خدا تعالیٰ ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اپنی قہری تجلی سے فرق کر کے دکھائے۔ ہم ان دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دو طریق پر مباہلہ کا چیلنج شائع کر رہے ہیں۔ ہر مکذب 'مکفر کو کھلی دعوت ہے کہ مباہلہ کے جس چیلنج کو چاہے قبول کرے اور میدان میں نکلے تاکہ دُنیا بھر کے سادہ لوح مسلمان یا ایسے علماء اور عوام الناس جو احمدیت کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں رکھتے اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جماعت کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے آسمانی فیصلہ کی روشنی میں سچے اور جھوٹے کے درمیان تمیز اور تفریق کر سکے۔"

اس مباہلہ کے چیلنج کے آخر میں حضور نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دُعا کی۔ "اے قادر و توانا عالم الغیب والشہادت خدا ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو ابھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس پر دونوں جہاں کی رحمتیں نازل فرما' اسکی ساری مصیبتیں دور کر' اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کردے' اس کو برکت پر برکت دے' اور اس کے معاشرہ سے ہر فساد اور ہر شر کو دور کر دے اور اسکی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے مرد اور عورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچا تقویٰ نصیب فرما اور دن بدن اُن سے قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تاکہ دُنیا خوب دیکھ لے کہ تو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور اُن کی پشت پناہی میں کھڑا ہے۔ اور ان کے اعمال' ان کی خصلتوں اور اُٹھنے بیٹھنے اور اسلوب زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔

اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اُس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب قہری کی تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے اس رنگ میں اِس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکر و فریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تاکہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں۔

اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے۔ اُس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے۔ اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔ آمین یارب العالمین"۔

(مباہلہ کا چیلنج صفحہ ۳۔ ۴ اور ۸)

جب سے حضور انور انگلستان تشریف لے گئے اُسی روز سے ہندوستان و پاکستان سے اور ان تمام ممالک سے جہاں ملاں پائے جاتے ہیں۔ ملاؤں کی ٹولیاں ہر سال انگلستان کا رخ کرتی ہیں۔ ایک تو وہاں ان کا موسم گرما خوب گزر جاتا ہے۔ دوسرا جب ان کی جیب میں روپے نہ پڑیں تو ان کا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے لیکن جب وہی جیب پونڈ' ڈالر اور مارک یا سعودی ریال سے گرم ہوتی ہے تو ان کا اسلام خوب چمکتا ہے یہ ختم نبوت کے چیمپئن بن بیٹھتے ہیں۔ سالہا سال سے انہوں نے انگلستان کی پرامن فضاؤں میں ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھی ہے۔ بھائی کو بھائی سے لڑانا اور نفرتیں پھیلانا ان کا مقبول مشغلہ ہے۔ بقول شاعر۔۔۔

مسجد میں عابدوں کو لڑاتا ہے مولوی
نفرت پڑوسیوں میں بڑھاتا ہے مولوی
مسلک میں کفر ہے آپس کا اتحاد
مرکز پہ ضرب روز لگاتا ہے مولوی

اب مباہلہ کے چیلنج کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنا ایک نشان اس طرح بھی دکھایا ہے کہ انگلستان کے کثیر الاشاعت اردو اخبارات میں ان کے ہی پیروکار غیر احمدی مسلمانوں نے کثرت سے ان ملاؤں کے پول کھولنے شروع کئے اور ان کی نازیبا حرکات سے نفرت کا اظہار شروع کر دیا ہے۔ ان خطوط کے چند نسخے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

برطانیہ کی مسجدوں میں جھگڑے

۱۴؍ نومبر ۱۹۹۷ء کے روزنامہ جنگ میں شفقت مرزا صاحب نمائندہ جنگ شیلفلڈ مساجد میں جھگڑے مسلمانوں کی رسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"برطانیہ کے مختلف شہروں کی مساجد میں ہونے والے جھگڑوں کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو ان میں سے اکثر بلا جواز اور محض ہٹ دھرمی کے سبب ہی ہوتے ہیں۔ معمولی معمولی باتوں کو ذاتی انا کا مسئلہ بنا کر اتنا طول دے دیا جاتا ہے کہ خدا کے گھر جس میں محمود و ایاز کو ایک ہی قطار میں کھڑا ہونا چاہئے کو ایسا میدان بنا دیا جاتا ہے جس میں کہیں برطانوی پولیس والے جوتوں سمیت داخل ہو کر بے حرمتی کے مرتکب ہوتے ہیں اور کہیں ایک ہی مسجد کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بیک وقت دو اذانیں اور جماعتیں کرائی جاتی ہیں کبھی تو مسجد کمیٹی اور نمازیوں کے مابین اختلافات اور کبھی کمیٹی اور امام مسجد کے اختلافات ایسی صورت حال کا موجب بنتے ہیں جو نہ صرف اس دیار غیر میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کے سامنے مسلمان کمیونٹی کے لئے باعث تذلیل ہوتی ہے بلکہ مسلمانوں کی نوجوان نسل بھی اپنے بزرگوں سے سوال کرتی ہے کہ کیا یہی کچھ سکھلانے کیلئے ہمیں اتنی پابندی کے ساتھ مسجد بھیجا جاتا ہے"۔

پاکستان سے برطانیہ جانے والے جھوٹے مولوی

اسی شمارہ میں نیلسن سے محمد افضل صاحب ملک تحریر کرتے ہیں کہ "آج کے وہ پیشہ ور مولوی ہیں جو کہ جہاں کے مزدور طبقہ مسلمانوں کی محنت کی کمائی سے بنی ہوئی مساجد میں آبیٹھتے ہیں اور جن کا ان مساجد کے بنانے میں کوئی حصہ نہیں البتہ کچھ جگہوں پر مسجدیں بند کرانے میں ان کا ہاتھ ضرور رہا ہے جن علمائے کرام نے یہ مساجد بنائی تھیں ان کے ذہن میں مساجد بناتے وقت ہرگز یہ بات نہیں تھی کہ یہ مسجد دیوبندی ہوگی یا بریلوی مسلک کی ہوگی۔ اس وقت دیوبندی' بریلوی تبلیغی یا اسلامی جماعت سب مکاتب کے لوگوں نے مل کر یہ مساجد بنائی تھیں اور کافی دیر تک وہ ایک ہی مسجد میں مل کر اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ شروع میں جن علمائے کرام نے مساجد بنانے کی تحریک چلائی تو اس وقت وہ فیکٹری میں مزدوری بھی کرتے تھے اور ساتھ ساتھ مسجد میں امامت بھی کرتے تھے لہٰذا ان کا مسجد کے ساتھ کوئی مالی مفاد وابستہ نہ تھا اور وہ پورے خلوص سے دین کی خدمت کے جذبہ سے کام کرتے تھے خرابیاں تو اس وقت پیدا ہونی شروع ہوئیں جب مساجد بننے کے بعد یہاں پر علمائے کرام کی کمی محسوس کرتے ہوئے مسلمانوں نے اپنی محنت مزدوری کی کمائی سے پاکستان سے مولوی حضرات کو بلوایا ان مولوی حضرات کا مساجد بنانے میں کوئی حصہ نہیں تھا بلکہ وہ صرف اور صرف پیسے کی خاطر آئے تھے دوسرے لفظوں میں پیشہ ور امام تھے علمائے کرام نہ تھے۔

اکثر جگہ کیا ہوتا ہے کہ امام صاحب ایک سو پچاس سے دو سو پونڈ تنخواہ وصول کرتے ہیں اور محکمہ سوشل سیکورٹی سے فیملی کریڈٹ وصول کرنے کیلئے فارم پر تنخواہ ساٹھ سے اسی پونڈ لکھواتے ہیں اور میں ایسے مولوی حضرات سے بھی واقف ہوں جو اپنا ذاتی مکان خریدتے ہیں اور اس کی رجسٹری کسی اور کے نام پر کروا کر خود کو کرایہ دار ظاہر کرتے ہوئے لوکل کونسل سے کرایہ وصول کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں محترم مفتی صاحب اور دوسرے علمائے کرام کی رائے جاننا چاہوں گا کہ غلط بیانی کر کے محکمہ سوشل سیکورٹی سے حاصل کردہ فیملی کریڈٹ کیا مولوی صاحب (یا کسی بھی مسلمان) کیلئے رزق حلال ہوگا۔ اگر وہ رزق حلال نہیں ہے تو کیا ایسے مولوی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ میں مانتا ہوں کہ اکثر جگہ پر کمیٹیوں نے مولوی حضرات سے زیادتی کی ہے لیکن وہ زیادتی مولوی صاحب اتنی دیر ہی برداشت کرتے ہیں جب تک مستقل قیام کا اجازت نامہ نہیں لے لیتے اس کے بعد وہ فوراً نوکری

چھوڑ کر بیروزگاری الاؤنس پر بیٹھ جاتے ہیں۔ مفتی صاحب یہ تو فرماتے ہیں کہ انگلینڈ میں ایک ہزار کے قریب مساجد ہیں کیا وہ یہ بتانے کی زحمت بھی گوارا کریں گے کہ انگلینڈ میں کتنے ہزار مولوی صاحبان مستقل قیام کی اجازت حاصل کرنے کے بعد بیروزگار بیٹھے ہوئے ہیں اور جب ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ فلاح مسجد میں امام کی ضرورت ہے تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے گھر بیٹھے ہوئے اتنے پیسے مل رہے ہیں اور گھر میں بچوں کو قرآن پڑھاکر بھی مجھے اچھی خاصی رقم مل جاتی ہے تو مجھے کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ نوجوانوں میں اسلام کا شعور بیدار ہو رہا ہے آپ نے مساجد میں آنے والے چند نوجوان تو دیکھ لئے لیکن کیا آپ کو ان بے شمار نوجوانوں کے متعلق علم ہے جو شراب خانوں میں وقت گزارتے ہیں اور منشیات کے مکروہ دھندوں میں مصروف ہیں۔ فرقہ پرستی اور اپنی ذمہ داریوں سے غافل مولوی حضرات سے میری گزارش ہے کہ خدارا وقت کے تقاضوں کو سمجھئے اور ہمیں آپس میں لڑانا بند کر کے ہماری آئندہ نسل کو جو کہ تباہی کے گڑھے میں گرنے کو ہے سنبھالنے کی کوشش کیجئے ہمیں تو چاہئے تھا کہ اس ملک میں گھر گھر اللہ کے دین کا پیغام پہنچاتے اور اپنا کردار مثال کے طور پر پیش کرتے لیکن اس کے برعکس ہم نے اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اپنی ہی آئندہ نسل کو دین سے دور کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو نیک نیتی سے دین کی خدمت کرنے کی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"۔

برطانیہ کی مسجدیں اور نئی نسل

بارکنگ لندن کے نصر اللہ خان صاحب نے "برطانیہ کی مسجدیں اور نئی نسل" کے تحت یوں رقم طراز ہیں۔ بھارت اور پاکستان کے مسلمان تارکین وطن نے انگلینڈ میں ایک ہزار عالیشان مسجدیں تعمیر کر لی ہیں اور تقریباً پانچ سو مسجدیں زیر تعمیر ہیں جس جذبے سے یہ مساجد تعمیر کی گئی ہیں وہ قابل تحسین ہیں جمعہ کے روز مسجدیں ایمان افروز منظر پیش کرتی ہیں عیدین کے موقع پر بھی مسلمانوں کا جوش و خروش قابل دیدنی ہوتا ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے جمعہ تو ہفتہ میں ایک روز ہوتا ہے اور عیدین سال میں دو روز۔ باقی دنوں میں مسجدوں میں کیا ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لاکھوں پونڈوں سے تیاز کی گئی مسجدوں میں روزانہ ایک دو درجن نمازی نماز ادا کرتے ہیں کچھ بچے ناظرہ قرآن پڑھتے ہیں ہر ماہ گیارھویں شریف ہوتی ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی تعلیمی سرگرمیاں دکھائی نہیں دیتیں کیونکہ جن لوگوں نے بیشتر مسجدوں پر قبضہ کر رکھا ہے اور نیم خواندہ ہیں بلکہ وہ لوگ جو دستخط کرنا بھی نہیں جانتے مسجدوں کے صدر اور چیئرمین بنے ہوئے ہیں اس لئے مسجدوں میں وہی کچھ کرتے ہیں جو اپنے گاؤں کی مسجدوں میں دیکھتے رہے ہیں۔ اگر آپ انہیں کوئی مشورہ دیں تو وہ سننے کیلئے تیار نہیں۔

جو لوگ اپنے گاؤں میں چوہدری نہ بن سکے وہ یہاں آکر مسجدوں کے چوہدری بن بیٹھے ہیں اور تعلیم یافتہ لوگوں کو آگے نہیں آنے دیتے۔ انگریزی بولنے اور سمجھنے والے بچوں کو اس طرح قرآن پڑھایا جاتا ہے جس طرح پاکستان کے دیہاتوں میں پڑھاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پانچ پانچ سال ناظرہ قرآن پڑھنے والے بچے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا مطلب تک نہیں جانتے نماز ادا کرنا اور اذان دینا نہیں جانتے۔ والدین جبراً ان بچوں کو مسجدوں میں بھیجتے ہیں چونکہ ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں وہ اپنے دماغ پر بوجھ محسوس کرتے ہیں اور اس وقت تک برداشت کرتے ہیں جب تک قانون اجازت دیتا ہے اس کے بعد باغی ہو جاتے ہیں۔ اکثر ناظرہ قرآن پڑھنے والے بچے تعلیم کے میدان میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور او لیول اور اے لیول میں فیل ہو جاتے ہیں اور زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

نوجوان نسل کی حالت قابل رحم ہے زیادہ تر بنگلہ دیشی اور پاکستانی بچے تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہیں اور مجرمانہ سرگرمیوں میں سب سے آگے۔ کیونکہ ان کی صحیح راہنمائی نہیں ہو رہی۔ آج کل ویڈیو فلمیں بازار میں دستیاب ہیں جن کی مدد سے ہر زبان سیکھی جاسکتی ہے اس طرح اگر مسجدوں میں عربی زبان پڑھائی جائے تو بچے باترجمہ قرآن پاک پڑھ کر فیض یاب ہو سکتے ہیں مگر ہمارے مسجدوں کے قابضین مسجدوں میں فلم دکھانا گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ تعلیمی مقاصد کیلئے مسجد میں فلم دکھانے میں کوئی حرج نہیں ان کے خیال کے مطابق مسجدوں میں نماز پڑھنے کے علاوہ کوئی کام جائز نہیں۔

گلاسکو کے محمد اکرام راہی صاحب اپنے شہر کے مسلمانوں کی حالت کچھ یوں بیان کرتے ہیں

گلاسکو میں خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی تعداد پچاس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے گلاسگو میں ماشاء اللہ دس مساجد ہیں جو نمازیوں کو ترس رہی ہیں مسلمان کھیل تماشے میں مگن ہیں پرانے بزرگ جو چراغ سحری ہیں مسجدوں کو آباد کئے ہوئے ہیں نئی نسل کے نوجوان مسجدوں کا رخ کرنے سے کتراتے ہیں۔

محمد اصغر صاحب تبسم برنلے سے تحریر کرتے ہیں۔

مجھے بھی اس ملک میں تیس سال ہو گئے ہیں اس عرصے میں مجھے سیاسی، سماجی اور مذہبی تنظیموں کے ساتھ وابستہ رہ کر عملی کام کرنے کا بھرپور موقع ملا ہے جس کی بنا پر میں نے ہمیشہ ہی بڑے دکھ کا اظہار کیا ہے کہ صرف ایک علماء کا ہی طبقہ ہے جو اپنے اوپر کی جانے والی جائز تنقید بھی برداشت نہیں کر سکتا منبر رسول پر بیٹھ کر خود معاشرہ کی اصلاح کیلئے تنقید کرتے ہوئے دوسروں کے احتساب کا ذکر تو کرتے ہیں مگر اپنے کو احتساب سے پاک تصور کرتے ہیں۔

آج جو مذہبی رنگ نظر آرہا ہے وہ صرف علماء کی اکیلے کوشش کا ثمر نہیں ہے اس میں مزدور طبقہ کے سادہ اور ان پڑھ مسلمانوں کی مسلسل جدوجہد کا بھی دخل ہے یہ تو ایک ابتدائی مرحلہ تھا جو ہم نے الحمد للہ طے کر لیا ہے مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم مساجد اور مدرسے بنا کر ان کے احترام کو قائم رکھے ہوئے ہیں کیا یہاں مساجد کو تالے نہیں لگ رہے؟ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے لیڈر اور مذہبی جماعتوں کے انتہاپسند یہاں آکر اپنے الگ الگ گروپ تشکیل نہیں دے رہے اور کیا ہم سنی وہابی، دیوبندی، شیعہ جیسے اختلافات کا شدت کے ساتھ شکار نہیں ہو رہے ہیں۔

مسلک کا اختلاف بجا طور پر صدیوں سے پرانا ہے اور آئندہ بھی رہے گا مگر سوال یہ ہے کہ اس بنا پر ہم جس انتشار کا شکار ہو چکے ہیں اس سے ہماری توانائی ضائع ہو رہی ہے پاکستان میں جو قتل و غارت کا بازار گرم ہے اس کے ذمہ دار مذہبی رہنما نہیں ہیں بیرونی سازش ہوگی اور ضرور ہے مگر اس سے بڑھ کر ہم اس کے خود ذمہ دار ہیں۔

مولوی کو ۶۰۔۸۰ پونڈ ہفتہ وار تنخواہ ملتی ہے تو ہم پر بھی فرض یہ ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے کیا خود مولوی حضرات نہیں ہیں جن کی ملی بھگت اور مسجد سے باہر سیاسی لیڈروں کی قربانیوں سے مسجد کمیٹیوں میں دین سے نابلد افراد داخل ہو جاتے ہیں اور برادری ازم کے بل بوتے پر مساجد میں من مانی کرتے ہیں پھر اس کا شکار مولوی حضرات بھی ہوتے ہیں میں برطانیہ کی سینکڑوں مساجد میں جاتا رہتا ہوں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ہماری ہر مسجد کے پاس ہر وقت بینکوں میں کافی رقم پڑی رہتی ہے روزمرہ کے اخراجات سے کہیں زیادہ چندہ اکٹھا ہوتا ہے جس میں سے پاکستانی مولوی صاحب کی تنخواہ ۸۰ پونڈ کی بجائے باعزت طریقہ سے دو سو پونڈ ہفتہ دے کر بھی رقم بچ جاتی ہے مگر ایسا نہیں ہوتا مولوی صاحب کو ۶۰۔۸۰ پونڈ دے کر باقی فیملی کریڈٹ یا فیملی کیلئے سوشل سیکورٹی کے محکمہ کی طرف کر دیا جاتا ہے۔ یہ سالہا سال سے ہو رہا ہے ور شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے کیا مولوی صاحب جانتے ہوئے بھی کمیٹی عہدیداروں کے ساتھ مل کر ایسا نہیں کرتے تو پھر اس کے ذمہ دار بھی کیا عبد القادر حسن ہیں؟ یا ہم خود ہیں کاش ہم سوچیں اور فکر کریں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں آج کے حالات کا تقاضا کیا ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہئے ہم نے اسلام کی اشاعت کیلئے جو کچھ کیا ہے وہ تو آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ ہمیں یہ انتشار ختم کرنے کیلئے کچھ کرنا ہوگا اور خاص کر مذہبی اور سیاسی جماعتوں کی برانچیں پاکستان سے آکر یہاں نہیں کھولنی چاہئیں بلکہ جو پہلے سے ہیں ان کو مکمل بند کرنا چاہئے دوسری عرض یہ ہے کہ پاکستان کے لئے ووٹ کا حق یہاں بالکل نہیں ہونا چاہئے ورنہ یہاں حالات اور زیادہ خراب ہو جائیں گے۔

تحفظ ختم نبوت کے نام پر پھوٹ

پاکستان سے تشریف لائے ہوئے صاحبزادہ سعید رشید عباسی صاحب برطانیہ میں مسلمانوں کی حالت کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

برطانیہ میں اپنے قیام کے دوران مجھے جہاں زیادہ تر مسلم گھرانوں کے قریبی مشاہدے کا موقع ملا وہاں مجھے مختلف اسلامک سینٹرز تحریکی اور تبلیغی مراکز جانے کا بھی موقع ملا مجھے بڑے بڑے حیرت انگیز مشاہدات اور تجربات ہوئے مثلاً مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ جہاں انفرادی سطح پر پاکستانی برطانوی معاشرے کا حصہ بنتے جا رہے ہیں وہاں وہ اجتماعی طور پر اسی فرقہ پرستی تعصبات اور نظریاتی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس سے ہم یہاں پاکستان میں نبرد آزما ہیں شاید زیادہ تر قارئین کیلئے یہ بات انکشاف ہی ہوگی کہ برطانیہ میں موجودہ تمام مکاتب فکر دو اور بعض جگہوں پر تین تین گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں جماعت اہل سنت کے دو گروہ بن چکے ہیں۔ مسلم لیگ یو کے بری طرح انتشار کا شکار ہے اور جمیعت علمائے اسلام کے بھی دو گروپ ہو چکے ہیں۔ اس گروہ بندی سے جہاں یورپ میں اسلامی کاز خطرے میں ہے وہاں میں نے برطانیہ میں فرقہ وارانہ فسادات کی بو بھی سونگھی۔

میں جب ۹۰ میں برطانیہ گیا تو وہاں پاکستانی مسلمانوں کی ایک ہی جماعت نے ختم نبوت کانفرنس کرائی لیکن اس دورے کے دوران مجھے یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ اس نیک کام کیلئے دو مختلف تنظیمیں میدان عمل میں کود چکی ہیں حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی، حضرت مولانا ضیاء القاسمی اور حضرت مولانا محمد مکی مجازی کی قیادت میں انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ نے لندن اور دیگر شہروں میں کانفرنسیں کرائیں حضرت مولانا خان محمد نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر برمنگھم میں ختم نبوت کانفرنس کرائی کاش یہ دونوں تنظیمیں ملکر کام کریں تو یہ فتنہ ختم ہو جائے۔ بلجیئم ڈنمارک اور جرمنی اور لندن میں انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کا اثر و رسوخ پایا جاتا ہے ان دونوں تنظیموں کے برعکس مرزائیوں کی جماعتیں اپنے "مقصد" کیلئے نہ صرف متحد ہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے اس نفاق کا بھرپور فائدہ بھی اٹھا رہی ہیں۔ کاش تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اکٹھے ہو کر قادیانیت کے سیلاب کے خلاف بند باندھ دیں۔

گو برطانیہ کے پاکستانی مسلمانوں میں فرقہ واریت کا زہر پوری طرح پھیل چکا ہے اور اب ہم لندن کی نجی محفلوں میں بھی شیعہ سنی بریلوی اور دیوبندی کے وہ اختلافات بڑی شدت سے سنتے ہیں جو صرف کبھی پاکستان اور بھارت تک محدود ہوتے تھے۔ (جنگ لندن ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

اخبار جنگ لندن کی اشاعت ۱۳/نومبر ۱۹۹۷ء میں مساجد کے نام پر مسلمانوں سے چندے بٹورنے والوں کے متعلق ایک خبر ملاحظہ ہو۔

سٹوک آن ٹرنٹ (جنگ نیوز) جعلسازی کے ذریعہ اسلامی درسگاہوں، مساجد اور دیگر فلاحی اداروں کے نام پر چندہ جمع کرنے والے گروہوں نے برطانیہ بھر میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں یہ لوگ نہ صرف اسلامی درسگاہوں کو بدنام کر رہے ہیں بلکہ حقیقی معنوں میں نیک کاموں کیلئے چندہ اکٹھا کرنے والوں کیلئے بھی شدید مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ ان گروہوں نے باقاعدہ منصوبہ سازی کے تحت ایک کاروبار کے طور پر چندے جمع کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے اور اس مقصد کیلئے پاکستان بھر کے معروف اسلامی اداروں اور نئی مساجد کی تعمیر کی جعلی رسید بکیں تیار کر رکھی ہیں یہ لوگ ایسے شہروں میں جاتے ہیں جہاں مسلمان آبادی ہوتی ہے اور صبح سے شام تک لوگوں کے گھروں، دکانوں اور پاکستانی ٹیکسی دفاتر پر جعلی رسید بکیں اور جعلی سرٹیفکیٹ دکھا کر چندہ وصول کرتے ہیں ایسے جعل ساز برطانیہ کے قانون کے مطابق چیرٹی کمیشن کے ساتھ بھی رجسٹرڈ نہیں ہوتے اس کے باوجود وہ کھلے

عام نہ صرف عام لوگوں سے دس بیس پونڈ تک چندہ وصول کرتے ہیں بلکہ انتہائی دیدہ دلیری سے مسلمانوں کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کے نام پر بڑی رقمیں بھی چندے کے طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ برطانیہ میں موجود اسلامی درسگاہوں اور مساجد کے ذمہ داران جعلی چندہ وصول کرنے والے ایسے گروہوں سے بخوبی آگاہ ہیں لیکن وہ بھی ان کے خلاف ابھی تک کوئی باقاعدہ لائحہ عمل مرتب نہیں کر سکے ان دنوں خصوصی طور پر ایسے گروہوں نے سٹوک آن ٹرنٹ پر اپنی یلغار کر رکھی ہے صبح کو یہ لوگ جہلم پاکستان میں نئی تعمیر ہونے والی کسی مسجد کیلئے چندہ مانگ رہے ہوتے ہیں جبکہ شام کو راولپنڈی میں قائم کسی اسلامی درسگاہ کی رسید بکیں ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔

میرے پیچھے نماز پڑھنے سے خدا تمہارے گناہ بخش دے گا

محمد میاں مالیگ صاحب اولڈ بری سے ملاؤں کے متعلق لکھتے ہیں۔ ۸/جون ۱۹۹۷ء کے جنگ لندن میں نوے اور اکسٹھ سطروں پر مشتمل دو مراسلات کیا اس سے بڑا گناہ کوئی اور ہو گا اور فرسودہ روایات کے خلاف جہاد شائع ہوئے ہیں۔ پہلے مراسلے کے محرر ظہور احمد دین کے اسرار و رموز سے عادی اور گورے صرف نماز پڑھا سکنے والے ایک امام صاحب کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ وہ اپنے محلے کے ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ کرنے والے مسلمانوں سے نکاحوں جنازوں عیدوں اور فطرانوں کے پیسے بٹورنے کیلئے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ چوری کرنے والے جوا کھیلنے والے ملاوٹ کرنے والے غیبت کرنے والے چھوٹے بڑے جرائم کرنے والے کم تولنے والے رشوت کھانے والے گالی دینے والے مسلمانو تم اپنے ان گناہوں کو ہر روز جاری رکھو کیونکہ وضو کرنے اور میرے پیچھے نماز پڑھنے سے خدا تمہارے ان تمام گناہوں کو بخش دیا کرے گا اور تمہارے یہ سارے گناہ ہر روز دھل جایا کریں گے اپنے حلوے مانڈے کیلئے زیادہ سے زیادہ نمازیوں کو اپنی مسجد میں بلا کر اپنے اپنے خطبے ارشاد فرمانے والے ان امام صاحب کے شر و فساد سے مسلمان بچ سکیں گے ورنہ دین کے اسرار و رموز سے عادی اور کورے صرف نماز پڑھا سکنے والے یہ امام صاحب اسی طرح اپنا غلط کاروبار جاری رکھے رہیں گے۔

دینی ٹھیکیداروں کی دکانیں

دلاور خان صاحب شیفیلڈ ملاؤں کی حالت کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

وہ لوگ جو منبر رسولؐ پر بیٹھ کر خوب وعظ کرتے ہیں اور قرآن و سنت کے مطابق مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور یکجہتی اور بھائی چارے کا درس دیتے ہیں مگر افسوس کہ ان لوگوں کی اپنی صفوں میں اتحاد اور اتفاق کا فقدان ہے یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ابھی چند دن قبل ایک یہودی عورت نے نبی کریم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی مگر افسوس ہم لوگ تماشائی بنے بیٹھے ہیں ہم بڑے تزک و احتشام سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں سڑکوں پر جلوس نکالتے ہیں اور پروانہ رسالت ہونے کے برملا دعوے کرتے ہیں مگر نہ جانے اس یہودی عورت کی اتنی بڑی گستاخی پر یہ شمع رسالت کے پروانے کیوں خاموش ہیں ہمارا یہ مکمل یقین اور ایمان ہے کہ ہم مسلمان انشاء اللہ ایک دن ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہوں گے لیکن اس وقت ان دینی ٹھیکیداروں کی دکانیں بند ہو چکی ہوں گی جن کی وجہ سے ہر سال ہر شہر ہر محلے ہر گلی دو دو عیدیں منانے کی روایت جڑ پکڑ چکی ہے آیئے ہم سب مسلمان اجتماعی طور پر بارگاہ اقدس میں گڑگڑا کر التجا کریں کہ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

مسجدوں کے جھگڑے عدالتوں میں

طاہر بشیر صاحب چوہدری ایڈیٹر "مسلم کیونٹی کیلئے لمحہ فکریہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

دوسرے شہروں کی طرح ایڈنبرا میں بھی ہمارے علمائے کرام کے حالات آپس میں اور مسلم کیونٹی کے ساتھ کچھ زیادہ اچھے نہیں ہیں ہر ایک کی اپنی اپنی مسجد اور اپنا اپنا قبلہ ہے جس کی وجہ سے ایڈنبرا کی مسلم کیونٹی کئی واضح گروپوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اب تو یہاں مسجدوں کے فیصلے بھی عدالتوں میں ہونے لگے ہیں جن کی وجہ سے شہر میں جگ ہنسائی ہو رہی ہے ایک مذاق بنا ہوا ہے کچھ لوگوں کی طرف سے صلح کی بھرپور کوشش کی گئی جو کہ نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی یہ کیس مسلم کیونٹی اور کیونٹی لیڈروں کیلئے باعث شرم اور لمحہ فکریہ ہے۔ میں ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا دین اسلام کی خدمت یا مسجد کی دیکھ بھال کرنا کسی عہدے کا محتاج ہے کیا ہمارا مذہب ان تمام باتوں کی اجازت دیتا ہے کچھ لوگوں کی ہٹ دھرمی اور عہدوں کی ہوس نے ہمیں سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ ہمارے بزرگوں کو چاہئے تھا کہ پہلے تو وہ اس طرح کے کیسوں کو عدالتوں میں جانے ہی نہ دیتے۔ اب انہیں چاہئے کہ وہ اپنے طور پر ان کیسوں کی تحقیق اور تفتیش کریں اور جو لوگ اس میں قصوروار ہیں ان کا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسا کام کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ہم علمائے کرام کے خلاف نہیں ان کی عزت کرنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں مگر ہم ان نام نہاد علماء کے خلاف ہیں جنہوں نے علماء کرام کے نام کو بدنام کیا اور اپنے مفادات کی خاطر لوگوں کو گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ ایسے لوگوں سے اختلاف کرنا ہمارا حق ہے۔ بقول شاعر ؎

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

آج جب کسی عالم دین کا نام لیا جاتا ہے تو ذہن میں ایک خوف اور دہشت کا احساس ہونے لگتا ہے وہ نام جو کہ ہمارے لئے باعث سکون ہونا چاہئے تھا اس نام سے ہم اتنے بیزار کیوں ہیں آج ہماری دینی درسگاہیں سیاسی اکھاڑے بنے ہوئے ہیں۔ آج ہر آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اگر مذہب ایک ہے خدا ایک ہے رسولؐ ایک ہے تو پھر ہم ایک کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور ہمارے اختلافات ختم کیوں نہیں ہوتے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علمائے کرام کا اکٹھے ہونا بری بات نہیں مگر یہ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے اس لئے کوشش کرنی فضول ہے۔ ایسے لوگوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کام مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ اس سلسلے میں چند گزارشات کر رہا ہوں اگر ان کا عملی طور پر تجربہ ایڈنبرا میں کیا جائے تو مجھے امید ہے کہ جو نفرتوں کا سلسلہ چلا ہوا ہے وہ ختم نہیں تو کم ضرور ہو جائے گا۔ کسی بھی امام مسجد کی کوئی مخصوص مسجد نہیں ہونی چاہئے اگر دین اسلام کی خدمت کرنا ہی مقصود ہے تو اس کیلئے کسی مخصوص مسجد کا ہونا ضروری نہیں۔

ٹریڈیونین آف مولویز

پاکستان کے رسوائے زمانہ ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے دور میں پاکستان میں جماعت اسلامی سے نکلے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد کو بہت بڑی پذیرائی ملی کوئی دن ایسے نہیں گزرتا تھا جب یہ صاحب TV پر نہ آتے گذشتہ دنوں اپنے دورہ برطانیہ کے دوران ۱۸/نومبر ۱۹۹۷ء کے جنگ کے شمارہ میں انہوں نے ایک بیٹھک میں سوالات کے جواب دیتے ہوئے بعض بہت دلچسپ باتیں کہیں ان میں سے چند پیش ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

لندن (رپورٹ افتخار نصیر) تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ پاکستان کے علماء کی اکثریت نے مذہب کو پیشہ بنا لیا ہے ان کی اکثر تنظیمیں ٹریڈیونین آف مولویز بن کر رہ گئی ہیں اگر کسی حکمران کی ٹانگ کھینچنی ہو تو وہ اس میں کردار ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ نظام مصطفیٰ تحریک دراصل اینٹی بھٹو تحریک تھی۔ نماز جنازہ اور نکاح وغیرہ کا کام صرف ان کے لئے مخصوص کر کے عوام نے خود مولویوں کی ایک سول سروس کلاس پیدا کر دی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جنگ فورم لندن میں کیا جس میں سوالات کرنے والا پینل جاوید حکیم قریشی بیرسٹر یوسف اختر اور سمیع احمد زبیری پر مشتمل تھا ڈاکٹر اسرار احمد نے پینل اور سامعین کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ اور عالم اسلام اس وقت عذاب الٰہی کی گرفت میں ہے اس کی وجہ مسلمانوں کی دین سے دوری ہے۔

انہوں نے کہا کہ عرب ممالک نے اپنا قبلہ واشنگٹن اور ماسکو بنا رکھا ہے ان کا یہ کردار دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے باعث شرمندگی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اب تک اسلام نہ آنے کی ذمہ دار سیاسی جماعتیں کم اور دینی جماعتیں زیادہ ہیں کیونکہ سب سے بڑی غلطی دینی جماعتوں سے ہوئی انہوں نے اسلام کی بجائے انتخابات کو اپنا سلوگن بنایا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ پاکستان کا آئین منافقت کی گھڑی ہے کیونکہ اس میں ایک ہاتھ سے اسلام داخل کر کے دوسرے ہاتھ سے نکال لیا گیا ہے۔

ختم نبوت کے ملاؤں کی سور سے تواضع

قارئین خدا کی قدرت دیکھیں کہ برمنگھم کے شہر میں جہاں ہر سال ملاں ختم نبوت کی کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں اور اسی شہر میں ایک اسلامی مملکت کی گولڈن جوبلی کی تقریب میں ان ملاؤں کی تواضع خنزیر کے گوشت سے کی گئی اس کی چند جھلکیاں روزنامہ جنگ کی زبانی پیش خدمت ہیں۔

برمنگھم میں گزشتہ ۲۴/اگست کو گولڈن جوبلی کے سلسلے میں پاکستان ہائی کمیشن کے زیر اہتمام انٹرنیشنل کنونشن سنٹر میں ہونے والی تقریب میں سور کے گوشت سے تیار شدہ اشیائے خوردنی کی فراہمی کے واقعہ کی تحقیقات کروائیں اور اس افسوسناک واقعہ کے ذمہ دار افسران کے خلاف سخت کارروائی کریں۔

مولانا بوستان القادری نے اس موقع پر کہا کہ مسلمانوں اور پاکستانیوں کے اتنے بڑے پروگرام میں سور کے گوشت کے رول بہت مسلمان بے علمی اور غلطی سے کھا گئے یہ قابل مذمت اور افسوسناک واقعہ ہے یہ غلطی کوتاہی دانستہ یا غیر دانستہ جس سے بھی ہوئی ہے اس نے پاکستانیوں اور مسلمانوں کے عقائد کو مجروح کیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک طرف تو آج برمنگھم کے انگریزوں اور دیگر غیر مسلموں میں حلال خوراک کی اہمیت اور افادیت کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور ہر بڑا ہوٹل اور برمنگھم سٹی کونسل کے علاوہ بڑے بڑے ادارے مسلمانوں کے عقائد سے آگاہ ہیں دوسری جانب ہمارے اپنے پروگرام میں اتنی بڑی اور سنگین کوتاہی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ مولانا شیخ محمود الرشید نے کہا کہ اسلام میں غیر اللہ کے نام پر کسی جانور کو ذبح کرنے 'مردے کا گوشت کھانے' سور کے گوشت اور خون پینے کو سختی سے حرام قرار دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان ہائی کمیشن کے زیر اہتمام ہونے والے پروگرام میں ایسا واقعہ ناقابل برداشت ہے اور آئندہ ایسے واقعات کو روکنے کیلئے سخت اقدامات کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ مسلمانوں اور پاکستانیوں کی تقریبات کے منتظمین یا ذمہ دار سرکاری افسران کو حلال اور حرام کے فرق کا علم ہونا چاہئے اور ہمارا مطالبہ کہ اس واقعہ کی مکمل غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئے۔ جماعت اہل سنت برطانیہ کے راہنما اور ہارونیہ سنٹر کے مہتمم مولانا قاری محمد سلیم پشاوری نے کہا کہ یہ افسوسناک بات ہے کہ چند لوگ اس واقعہ پر پردہ ڈالنے اور اسے درگزر کرنے کی تگ و دو کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ ایک دینی شرعی اور خاص طور پر اسلام اور پاکستان کے وقار کا مسئلہ ہے اگر ہم اسی طرح اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر پردے ڈالیں گے تو اسلام دشمن اور مخالفین بھی آئے دن کی طرح اسلامی اقدار' عقائد اور روایات کا مذاق اڑائیں گے تو پھر ہم انہیں کس منہ سے روکیں گے اور اپنے عقائد کا تحفظ کریں گے۔

ختم نبوت کانفرنسوں کے انجام

والسال کے اسلم شاہ قادری سروری ختم نبوت کانفرنس کے انجام کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

۲۹/جولائی کے جنگ میں مرزا طاہر احمد کی تقریر نظر سے گزری جو انہوں نے سالانہ احمدیہ کانفرنس میں کی تھی۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ سال مولویوں کی بربادی اور احمدیوں کی ترقی کا سال ثابت ہو گا۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ آج جس انداز سے مولوی حضرات تبلیغ کر رہے ہیں اس سے قادیانیت کو بالکل خطرہ نہیں ہے آج کا مولوی اپنے وعظ سے اپنے ہی بھائی کو اسلام سے خارج قرار دے رہا ہے آج کے مولوی سے کفر کو کوئی خطرہ نہیں

(باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: اداریہ

کو اپنے ضمیر کے مطابق اپنے طور پر عبادت کرنے کی اجازت ہے اس لئے نہ تو کوئی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والا اس کو گائیڈ کر سکتا ہے اور نہ Govem کر سکتا ہے۔

۱۹۷۴ء کے بعد پاکستانی عدالت کا ایک نہایت تاریک اور بھیانک دور شروع ہوا جب کہ فرعون زمانہ ضیاء الحق نے ٹھیک دس سال بعد ۱۹۸۴ء میں احمدیوں پر وہ تمام پابندیاں عائد کر دیں جن کی پیشکش ۱۹۷۶ء میں ملاؤں نے کی تھی اور جسے وقتاً فوقتاً وہ دہراتے رہتے تھے۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی کرسی کو بچانے کیلئے اور بنگلہ دیش بنائے جانے کے الزامات سے پیچھا چھڑانے کیلئے ملاؤں کے آگے سر جھکا دیا تھا اور ضیاء الحق نے بھی اپنی آمریت کی کرسی کو مضبوط کرنے اور عرصہ اقتدار کو طول دینے کیلئے مارشل لا کو مذہبی رنگ دینے کیلئے ملاؤں کی ہر وہ بات مان لی جو وہ جماعت احمدیہ کے خلاف اس کے روبرو پیش کرتے تھے لیکن دونوں ہی اپنے اس مشن میں سخت ناکام و نامراد ہوئے۔ آئندہ گفتگو میں بھی انشاء اللہ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف سرکاری دہشت گردی کو ہی کسی قدر بیان کیا جائے گا تاکہ پھر پاکستانی اشاروں پر ناچنے والے ہندوستانی ملاؤں کے ہندوستان میں اسی خطرناک عکس کو دکھایا جا سکے۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

نماز با جماعت میں مقتدیوں کا آگے پیچھے کو لیکر جھگڑا
ایک مقتدی کی گولی سے موت

حال ہی میں صوبہ اُتر پردیش کے ضلع مراد آباد کے تھانہ ناگ پھنی علاقہ میں شرافت علی نامی مسجد میں نماز کے وقت کچھ مقتدیوں میں آگے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کو لیکر تھوڑی کھٹپٹ شروع ہو گئی۔

اس مسئلہ کو لیکر بات اتنی بڑھ گئی کہ جس نمازی نے ضد میں آکر آگے بیٹھ کر نماز ادا کی تھی اُسے بقایا نمازیوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ جس پر شری دینا ناتھ مشر جو کہ اخبار دینک جاگرن کے مصنف ہیں لکھتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ صرف اگلی قطار والے نمازیوں کی ہی سنتا ہے پیچھے والے نمازیوں کی نہیں۔

(اخبار دینک جاگرن ۵ر جنوری ۹۸)

مرسلہ عقیل احمد سہارنپوری معلم آگرہ سرکل اتر پردیش۔

جماعت احمدیہ آسنور کشمیر کے زیر اہتمام
عید ملن پارٹی کا انعقاد

الحمد للہ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی جماعت احمدیہ آسنور کشمیر کو عید الفطر کے مقدس موقعہ پر عید ملن پارٹی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اور اس طرح مختلف مکاتب فکر سے وابستہ معززین علاقہ تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملا۔

مورخہ ۸ر فروری ۹۸ء بعد نماز ظہر ٹھیک دو بجے ایک مختصر تبلیغی اجلاس زیر صدارت مکرم و محترم غلام نبی صاحب نیاز رئیس التبلیغ صدر کشمیر منعقد ہوا۔ بعد تلاوت و نظم ایک تعارفی تقریر محترم سید ناصر احمد صاحب ندیم نے کی جس میں موصوف نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف اور عید ملن پارٹی کے موقع پر اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ تعارفی تقریر کے بعد محترم ماسٹر عبد الحکیم صاحب وانی نگران دعوت الی اللہ نے ایک مفصل تقریر زیر عنوان "احمدیت نے دنیا کو کیا دیا" کی جس میں محترم موصوف نے جماعت احمدیہ کی عالمگیر خدمات اور کارہائے نمایاں کا تفصیلی ذکر کیا۔ اسکے بعد صدر مجلس محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز نے اپنے خطبہ صدارت میں سیرت نبویؐ کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عشق رسولؐ کا بھی ذکر کیا۔

آپ محترم کی مدلل اور مؤثر تقریر کے بعد دو غیر از جماعت مسلمان معززین نے اسٹیج پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور چند سوالات بسلسلہ وفات مسیح ظہور امام مہدیؑ اور عقائد احمدیت کئے جن کے مولانا موصوف نے تسلی بخش جواب دیئے۔

آخر پر صدر جماعت احمدیہ آسنور نے معزز مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ دُعا کے ساتھ اس بابرکت اجلاس کا اختتام ہوا۔ بعد ازاں جملہ مہمانان کرام کی چائے اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی اور پہلے سے ہی پیک شدہ لٹریچر جملہ مہمانان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور ہماری یہ حقیر مساعی قبول فرمائے۔ اس تقریب سعید میں ایک سو کے قریب غیر از جماعت معززین شامل ہوئے۔

(عبد القیوم ناصر معتمد قیادت علاقائی آسنور کشمیر)

بقیہ صفحہ ۱۵

ہے اس کی ساری توانائی اپنے ہی ہم عقیدہ پر صرف ہو گی آج ہمارے مقرر شعلہ بیاں اپنی بجلی جیسی آواز سے نوجوان نسل کو بہکا رہے ہیں اور قادیانی اپنی چالوں سے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ آج قادیانیوں کے خلاف سال میں ایک عدد کانفرنس کر لی جاتی ہے اور باقی سال آپس کے جھگڑوں میں صرف ہو جاتا ہے فروعی مسائل اور شخصیات کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

☆☆☆

امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت

امسال مجلس انصار اللہ بھارت قادیان کی طرف سے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ مورخہ ۳۰-۸-۹۸ بروز اتوار ہوگا۔ زعماء کرام اراکین کیلئے درس و تدریس کے ذریعہ درج ذیل نصاب کے مطابق مناسب انتظام فرما کر تعاون دیں ناظمین و مبلغین سے بھی تعاون کی درخواست ہے۔

۱۔ قرآن مجید باترجمہ (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۰۲ تا ۱۴۸)

۲۔ کتاب الوصیت۔

۳۔ دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۱۳۴ تا صفحہ ۱۶۸۔

نوٹ: اپنے طور پر مطالعہ کیلئے کتاب پیغام صلح مقرر کی گئی ہے۔ اس کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔

امید ہے کہ زعماء کرام اپنی مجالس کے امتحان میں شرکت کرنے والوں کی تعداد سے جلد مطلع فرمائیں گے۔ نصاب میں مقررہ کتب آرڈرز آنے پر دفتر قیمتاً مہیا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

(قائد تعلیم)

نماز جنازہ:

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۱-۷-۹۷ بروز جمعرات لندن میں مکرمہ عنایت ڈار صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد ڈار صاحب لندن کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرم راجہ محمد عبد اللہ خان صاحب ریٹائرڈ ایس پی ابن مکرم راجہ مدد خان صاحب لاہور۔

۲۔ مکرم ایچ ایم حنفی SM سیکرٹری جائیداد انڈونیشیا۔

۳۔ مکرم بشیر احمد صاحب والد مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ محمود آباد سندھ۔

۴۔ مکرم غلام احمد چغتائی صاحب سابق معلم وقف جدید ضلع لیہ۔

۵۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

دعائے مغفرت

افسوس کہ خاکسار کے والد محترم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ بھدرک بعمر اسی سال ۹۸-۱-۵ کو مختصر سی علالت کے بعد اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون زمانہ طالب علمی میں "کشتی نوح" اور "عقائد احمدیت" پڑھ کر احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ آباؤ اجداد کو خیر باد کہنا پڑا۔ اچھے عالم دین تھے مناظروں و مباحثوں میں ڈٹ کر حصہ لیتے۔ صوم و صلوۃ کے پابند، تہجد گزار تھے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

(شیخ رفیق احمد نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک)

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT.- GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 47 THURSDAY, Feb 26th 1998 ISSUE NO. 9

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ

عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 60)

سٹینم

STANNUM METALLICUM

(Tin)

یہ ایک دھات ہے۔ ہومیو پیتھی میں اس کا عموماً کم استعمال کیا جاتا ہے لیکن میں نے اسے بہت اہم اور مفید دوا پایا ہے۔ پھیپھڑوں کی تکلیفوں کو کم کرنے کے لئے خواہ وہ سل کے آخری مقام تک پہنچ چکی ہوں عموماً مفید ہے۔ بلغمی مزاج کے لئے بہت اچھی دوا ہے۔ دن میں ہونے والے سر درد جو رات کو کم ہو جائیں مفید ثابت ہوتی ہے مگر اس کا سب سے اچھا استعمال پھیپھڑوں کی علامات کو نرم کرنے میں اور پیٹ کے کیڑوں کے لئے ہوتا ہے۔ عموماً کتابوں میں یہ ذکر نہیں ملتا لیکن میرا تجربہ ہے کہ پیٹ کے کیڑوں میں سٹینم کو مستقل دیا جائے تو کچھ عرصہ کے بعد وہ بےجان ہو کر یا پگھل پگھل کر نکل جاتے ہیں اس کو کم از کم چند ماہ ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ سٹینم سکے کے زہر (Lead Poisning) کے لئے بھی مفید ہے۔ مونہہ میں چھالے ہو جائیں تو بھی سٹینم مفید ہے۔ سٹینم قلعی کا نام ہے جن علاقوں میں قلعی برتن استعمال ہوتے ہیں وہاں سٹینم کو فراموش نہیں کرنا چاہئے جہاں الیومن کے برتن استعمال ہوتے ہیں وہاں الیومن کی بیماریاں رفتہ رفتہ جڑ پکڑ لیتی ہیں اور جہاں قلعی والے برتن ہوں وہاں سٹینم ایک ضروری دوا بن جاتی ہے۔

سٹینم خود بھی جلد پگھل جانے والی دھات ہے اور اس سے بنی ہوئی دوا سٹینم بلغم کو بھی پگھلا دیتی ہے اگر پھیپھڑے بھاری ہو جائیں اور سوزش کی وجہ سے سختی پیدا ہو جائے تو سٹینم بہت مفید دوا ثابت ہوتی ہے اس میں دردیں دن کو بڑھتی ہیں سورج چڑھنے سے تکلیف کا آغاز ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے اور دن ڈھلنے کے ساتھ ساتھ تکلیف میں کمی ہونے لگتی ہے جو غروبِ آفتاب کے وقت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

دھوپ سے سر درد میں اضافہ ہو تو نیٹرم میور، سینگونیریا وغیرہ مفید ہیں۔ سٹینم بھی ان میں شامل ہے۔ ایک اور دوا کالمیا ہے جس کا دل پر اثر ہوتا ہے۔ اس کی ایک پہچان یہ ہے کہ دل کی تکلیف ہو تو عموماً بائیں طرف لیٹنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن کالمیا کی دل کی تکلیف بائیں طرف کی بجائے دائیں طرف محسوس ہوتی ہے اور دائیں کروٹ لیٹنا ناممکن ہوتا ہے اور کالمیا کی تکلیفیں صبح سے لے کر رات تک بڑھتی ہیں۔ اس کا حرکت سے تعلق نہیں ہے بلکہ سورج سے تعلق ہے حالانکہ دل کی تکلیفیں عموماً رات کو بڑھ جاتی ہیں اور مریض رات کو زیادہ بےچین ہو جاتے ہیں۔ دائیں طرف تکلیف کے اضافہ میں سلیشیا، میگ فاس اور کالمیا ہیں اور آرسنک بھی ہو سکتی ہے۔ سینگونیریا کی تکلیفیں بھی دائیں طرف زیادہ ہوتی ہیں جبکہ سپائی جیلیا میں دردیں بائیں طرف ہوتی ہیں۔

سٹینم میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اگر سردی لگے تو اعصاب پر حملہ ہو جاتا ہے اور مونہہ پر اعصابی دردیں شروع ہو جاتی ہیں۔ سٹینم اور سٹفی سیگریا کا دیگر اعصاب پر اثر ہوتا ہے۔

سٹینم میں ایک اور علامت یہ ہے کہ چھاتی میں کمزوری محسوس ہوتی ہے اور بولنے سے لگتا ہے کہ اندر سے چھاتی جواب دے گئی ہے۔ فاسفورس میں آہستہ آہستہ گلا بیٹھنے لگتا ہے۔ اگر فاسفورس استعمال نہ کی جائے تو شام تک گلا بالکل بیٹھ جاتا ہے لیکن سٹینم میں چھاتی کمزور ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پھیپھڑوں میں جان نہیں رہی۔ گلا بیٹھنے کا بھی رجحان ہے جو مقامی تکلیف نہیں بلکہ سینے کی کمزوری کی وجہ سے آواز نہیں نکلتی اور بولنے کی طاقت میں کمی آجاتی ہے اور کئی ایسے مریض ہیں جن کو مستقل یہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو سٹینم اونچی طاقت میں دینا چاہئے چند خوراکوں سے آرام نہیں آتا پندرہ بیس دن کے بعد چند ماہ استعمال کریں تو حیرت انگیز انقلابی تبدیلیاں پیدا ہونے لگتی ہیں وہ دوائیں جو لمبا اثر دکھانے والی ہوں یا لمبی بیماریاں پیچھے چھوڑ جائیں ان کا علاج ہمیشہ آہستہ کرنا چاہئے اور اونچی طاقت استعمال کرنی چاہئے لیکن پھیپھڑوں کی بیماریوں میں اونچی طاقت سے پرہیز ضروری ہے کیونکہ کئی دفعہ بہت سخت ردِعمل ہوتا ہے۔

سٹینم پھیپھڑوں کی بیماریاں جن میں سل کا رجحان پایا جائے، چھاتی کے زخم، دائمی بلغم وغیرہ میں دیگر سل دور کرنے والی دواؤں کی ممد اور مددگار دوا ہے۔ جہاں بھی سل کی علامتیں پائی جائیں وہاں سٹینم کافی مددگار دوا ثابت ہوتی ہے اور زیادہ گہرا ردِعمل پیدا نہیں کرتی۔ جہاں یہ خطرہ ہو کہ اگر سل کے مریض کو تیز اور اونچی طاقت میں دوائی دی گئی تو ردِعمل میں ہی وہ مارا جائے گا وہاں سٹینم مددگار دوا ثابت ہوتی ہے۔ پہلے سٹینم سے علاج کرنا چاہئے جب مریض میں کچھ جان پڑ جائے تو پھر سل کی دوسری گہری دوائیں دی جا سکتی ہیں۔ ٹی بی ایک ایسی بیماری ہے جو بھیس بدل کر جسم کے اندر مختلف شکلوں میں موجود رہتی ہے اور بسااوقات مریض کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ایک بیماری بار بار کیوں ہوتی ہے۔ ہومیوپیتھک محققین نے جو تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گہرے اندرونی اثرات جو جسم کی دفاعی طاقتوں کو مفلوج کر دیتے ہیں یا بعض نقصان پہنچا دیتے ہیں ان اندرونی اثرات میں ایک سل کا اثر بھی ہے اس لئے وہ اسے دبی ہوئی سل کہہ دیتے ہیں، لیکن ضروری نہیں ہے کہ دبی ہوئی بیماری کے شواہد وہاں نظر آئیں۔ بسااوقات کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا مگر علامتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں دبی ہوئی سل کے اثرات ہیں۔ سلی علامتوں کے علاج سے پہلے درمیانہ ہاتھ رکھ کر علاج کرنا ہو تو سٹینم بہترین دوا ہے۔

سٹینم پیٹ کے کیڑوں کے لئے بھی بہترین دوا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کے لئے دو دوائیں ہیں جن کے متعلق عموماً یہ سمجھا نہیں جاتا کہ مفید ثابت ہونگی۔ ایک سیباڈیلا ہے اور دوسری سٹینم۔ میں نے پیٹ کے کیڑوں کے لئے یہ دونوں دوائیں استعمال کی ہیں اور یہ بہت ہی اچھا نسخہ ہے۔ سیباڈیلا کے کیڑوں کا ناک کی اندرونی جھلیوں سے تعلق ہوتا ہے اور وہاں خارش ہوتی ہے۔ سائنا کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ پیٹ کے کیڑوں پر نمایاں طور پر اثر رکھتی ہے اس میں بھی یہ علامت نمایاں ہے کہ ناک کے سرے پر بیرونی جلد خشک ہوتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ انتڑیوں کا کچھ تعلق اندرونی جھلیوں پر اور ناک کے باہر تک دکھائی دیتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بات ہے کہ انتڑیاں جسم کی اندرونی سطح ہے۔ بعض بیماریوں کا جسم کی سطح سے تعلق ہوتا ہے، یہ تعلق اندرونی بھی ہے اور بیرونی بھی۔ لیکن بیرونی سطح پر تکلیف وہ چیز دکھائی دیتی ہے اور محسوس بھی زیادہ ہوتی ہے اس لئے عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ بیرونی سطح کی بیماریوں کو دبا دیا جائے اور اس کے نتیجہ میں اندر خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ ڈاکٹر اس سے بےخبر رہتے ہیں۔ ہومیوپیتھی میں اس کے بالکل برعکس طرزِ علاج ہے۔ اس میں جب اندرونی سطح کی بیماریوں کو شفا دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو بسااوقات بیرونی جلد پر ابھار نکلتے ہیں اور جلد یا ناک میں سخت ردِعمل ظاہر ہوتا ہے۔ کئی دبے ہوئے نزلاتی اثرات جو دراصل ناک سے تعلق رکھتے تھے مگر ظاہری شفا کے نتیجہ میں اندر منتقل ہوگئے تھے وہ ناک میں دوبارہ ابھر آئیں گے بعض دفعہ جلد کی بیماری کو دبائیں تو ناک پر حملہ ہو جاتا ہے اس کی کئی مثالیں ہیں اور میں نے خود بھی بارہا دیکھا ہے ایک مریض کو جس کے سر پر بہت سخت ایگزیما تھا ڈاکٹروں کی دوائی سے ناک میں شدید بدبودار نزلہ مستقل ٹھہر گیا جو سخت تنگ کرنے والا تھا۔ میں نے جب اس کا علاج کیا تو سر کا ایگزیما واپس آگیا۔ بعض دفعہ انتڑیوں کا علاج کیا تو ایگزیما ظاہر ہوگیا، بعض دفعہ رحم کی جھلیوں کا علاج کیا تو ایگزیما باہر نکلا۔ بعض دفعہ گردوں کے علاج کے نتیجہ میں بھی ایگزیما ظاہر ہوا چنانچہ اندر اور باہر کے جو تعلقات ہیں ان پر ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو گہری نظر رکھنی چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بیماری جو باہر سے ٹھیک ہو کر اندر منتقل ہو جائے وہ زیادہ خطرناک ہے۔ جو اندر سے ٹھیک ہو اور باہر نکل جائے وہ بہتر علامت ہے مگر باہر رکھ کر اسے پالنا اور علاج کرنا بہت مشکل کام ہے اکثر مریض گھبرا جاتے ہیں کہ اچھے بھلے کو بیمار کر دیا حالانکہ ہومیوپیتھک اپنی ذات میں کوئی جلدی بیماری نہیں لگا سکتی کیونکہ ہومیوپیتھی میں اصل زہر کا کچھ بھی باقی نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ زہر جو غائب ہوچکا ہو وہ جلد کی بیماری کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ ہومیوپیتھی کا اصول یہ ہے کہ اگر علاج درست ہو تو اندرونی سطحوں سے بیماری باہر کی طرف منتقل ہوتی ہے لیکن باہر آکر ٹھیک ہونی چاہئے۔ ٹھہرنی نہیں چاہئے۔ ہومیوپیتھک معالج کو ایک اور موقع ملتا ہے کہ بیماری کا صحیح علاج کرے۔ اگر علاج صحیح ہوا تو بیماری اندر بھی نہیں جائے گی اور باہر بھی نہیں رہے گی بلکہ دیکھتے دیکھتے جلد سے دور ہو جائے گی اور مریض شفایاب ہو جائے گا۔

سٹینم میں بھی بعض ایسی باتیں ہیں جو بیماری کو اندر سے باہر کی طرف منتقل کرتی ہیں بعض جلدی علامتیں ہیں جو پھیپھڑوں کو ٹھیک کرنے کے نتیجہ میں ظاہر ہونگی لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ کیڑوں کو مار دیتی ہے اور وہ پگھل کر نکل جاتے ہیں۔ اس تعلق میں ایک اور دوائی بھی بہت اہم ہے اس کا نام سلیشیا ہے بعض دفعہ یہ بھی چیزوں کو پگھلا دیتی ہے یہ اس کا غیرمعمولی مزاج ہے کہ جسم میں کوئی بھی بیرونی چیز داخل ہو جائے اس کے خلاف شدید ردِعمل ظاہر کرتی ہے۔ گویا اس کا اس نظامِ دفاع سے گہرا تعلق ہے جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہوا ہے اور اسے ہر بیرونی حملے پر بیدار ہوکر مقابلہ کرنے کی صلاحیت بخشی گئی ہے اور یہ نظامِ دفاع اللہ تعالیٰ نے آغازِ زندگی سے بنا رکھا ہے اور زندگی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ترقی کرتا رہا ہے۔ انسانی زندگی میں پہنچ کر اس میں غفلت کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی دماغ نے مریضوں کی مدد کے لئے کئی طریقے ایجاد کر لئے اور جوں جوں مرض کی بیرونی مدد ہوتی گئی اندرونی نظام اسی حد تک غافل ہوتا گیا مثلاً اگر کسی انسان کو کانٹا چبھ گیا اور جسم میں ٹوٹ کر رہ گیا تو اس نظامِ دفاع کو خود بخود اسے باہر نکال دینا چاہئے۔ جانوروں کے کانٹے کوئی بھی نہیں نکالتا، معمولی سی سوجن ہوتی ہے، پیپ بنتی ہے اور کانٹے کو باہر نکال پھینکتی ہے سوائے اس کے بہت خطرناک چیز ہو ورنہ جانور اپنا علاج خود ہی کر لیتے ہیں۔ انسانوں میں رفتہ رفتہ بیرونی مدد کے سہارے کی عادت پڑ گئی اور جسم از خود ان بیماریوں کے احساس کے لئے جاگتا نہیں۔ تکلیف کا احساس بیماری کی شعوری اطلاع ہے۔ انتڑیوں میں کیڑے کیوں پیدا ہوتے ہیں اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ جانور اور انسان ایک وقت میں ایک ہی جگہ سے پانی پیتے تھے جو گندا اور خطرناک ہوتا تھا، جانوروں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جراثیم تو ہیں لیکن چونکہ جانوروں نے لمبا عرصہ خود دفاع کی صلاحیت حاصل کی ہے اس لئے ان کا دفاع مضبوط ہے لیکن اس کے بالمقابل انسان نے اپنا علاج خود کرنا چاہا ہے اس کے بعد سے جسم خاموش ہوگیا ہے۔ سلیشیا اس احساس کو دوبارہ زندہ کرتی ہے اور جسم میں داخل ہونے والے ہر بیرونی مادے کے خلاف ردِعمل دکھاتی ہے اور اسے باہر نکال دیتی ہے۔

سٹینم کی ایک اور علامت متلی بھی ہے۔ کھانا پکانے کی بو سے متلی ہوتی ہے، مونہہ کا مزہ زرد ہو جاتا ہے۔ معدہ خالی ہونے کا احساس رہتا ہے اور خالی پن کے احساس کے ساتھ تشنج بھی ہوتا ہے کمزوری کا احساس غالب ہوتا ہے خصوصاً سینے میں زیادہ کمزوری محسوس ہوتی ہے بات کرنا بھی مشکل لگتا ہے خشک کھانسی اٹھتی ہے جو ہنسنے، بولنے اور گانے سے بڑھ جاتی ہے۔ سٹینم کا مریض ہمیشہ تھکا ہوا رہتا ہے اور رفتہ رفتہ بڑھتی ہوئی کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔ موسم کی تبدیلی کو بہت شدت سے محسوس کرتا ہے، شدید دھڑکن پائی جاتی ہے۔ معمولی محنت سے دھڑکن میں اضافہ ہو جاتا ہے، بازو اور ٹانگیں کانپتے ہیں اور سخت بوجھل محسوس ہوتی ہیں۔ تشنج بھی ہو جاتا ہے، انگوٹھے ہتھیلیوں کی طرف کھنچ جاتے ہیں۔

سٹینم کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ سیڑھیاں اترتے ہوئے بھی کمزوری کا احساس ہوتا ہے جبکہ اکثر دواؤں میں مریض کے لئے سیڑھیاں چڑھنا دشوار ہوتا ہے۔ کلائی اور ہاتھوں کے عضلات میں تشنج اور لکھتے ہوئے یا ٹائپ کرتے ہوئے انگلیوں میں جھٹکے لگتے ہیں۔

عورتوں میں حیض بہت جلد اور مقدار میں زیادہ آتا ہے، رحم میں شدید خارش ہوتی ہے اور رحم نیچے گرنے کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔ زردی مائل یا سفید رطوبت نکلتی ہے جس کی وجہ سے کمزوری ہوتی ہے۔

سٹینم میں بیماری کی علامات چھونے سے زیادہ ہو جاتی ہیں لیکن دبانے سے یا کسی سخت چیز پر سونے سے آرام آتا ہے، درد آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اسی رفتار سے کم ہوتے ہیں مگر سر کا درد آہستہ آہستہ بڑھنے کے باوجود ایک دم ختم ہو جاتا ہے۔

الیکٹرانکس۔ ڈش انٹینا ٹریننگ کلاس

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ الیکٹرانکس ڈش انٹینا۔ گھریلو الیکٹریکل کام (Home Appliances) نئے ٹرانسفارمر کے بارہ میں ٹریننگ کلاس مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۸ء تا جون ۱۹۹۸ء (عرصہ دو ماہ) قادیان میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ۔ محترم جناب خالد رشید صاحب اور مکرم بشیر الشمس صاحب یہ کلاس لیں گے۔ آپ خواہش مند افراد جماعت کی تصدیق کر کے انکو اس کلاس میں شمولیت کیلئے بھجوا سکتے ہیں۔ درخواست دہندہ کم از کم میٹرک پاس ہونا چاہئے۔ گریجویٹ بی ایس سی طلباء کو فوقیت دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں درخواست دہندگان ہی قادیان آنے اور واپس جانے کے اخراجات سفر کے ذمہ دار ہوں گے قیام و طعام کا جماعتی طور پر انتظام ہوگا۔ البتہ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

خواہش مند احمدی احباب اپنی درخواستیں متعلقہ جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان کی تصدیق سے داخلہ کیلئے نظارت امور عامہ قادیان کو تحریر کریں اور دو عدد فوٹو بھی بھجوائیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ولادت

عاجزہ کی بیٹی امۃ الحی سابق سیکرٹری تبلیغ ہمبرگ ریجن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک پیارے سے بیٹے سے نوازہ ہے جو وقف نو میں شامل ہے جس کا نام حضور انور نے شمائل احمد رکھا ہے بچہ اور والدین سب کے نیک خادم دین اور متقی ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں اعانت بدر سو روپے۔

(امۃ القیوم والدہ طاہر احمد ہمبرگ جرمنی)

ڈیزائننگ و کمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان